لِيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى

جون ۲۰۰۲ء

احسان ۱۳۸۱ ہش
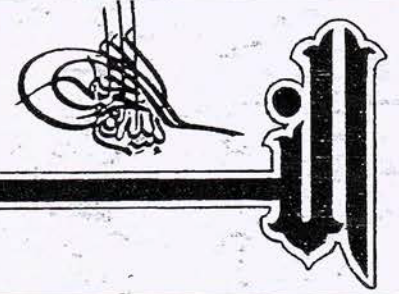
A scene from the Ahmadiyya Anual Convention 2001, at the
Masjid Baitur Rahman in June,2001

THE AHMADIYYA GAZETTE IS PUBLISHED BY THE AHMADIYYA MOVEMENT IN ISLAM Inc. AT THE LOCAL ADDR
31 Sycamore St., Box 226, Chaun
PERIODICALS POSTAGE PAID A
OHIO 45719. Postmaster: Send add

THE AHMADIYYA GAZE
P. O. BOX 226
CHAUNCEY, OH 4571

A group of Shura 2002 delegates with Dr. Ahsan Zafar, Acting Ameer, USA Jamaat

Dr. Ahsan Zafar, Acting Ameer, USA, with the Presidents of various Chapters in USA, at the occasion of Majlis-i-Shoora on April 28, 2002.

Lunch break during the Majlis-i-Shura, USA, April, 2002

Mr. Abdul Hamid receiving a prize at the Local Majlis Ansarullah Ijtema, Maryland

Congressman Gregory W. Meeks (D-6th/NY) member of Committee on International Relations & Subcommittee on International Operations and Humnan Riights, with members of Queens and Brooklyn Jamaat at Baitul Zafar Mosque

Mr. Abdul Hamid receiving a prize at the Local Majlis Ansarullah Ijtema, Maryland

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ﴿۱﴾

۱۔ اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ﴿۲﴾

۲۔ یقیناً ہم نے تجھے کھلی کھلی فتح عطا کی ہے۔

لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۳﴾
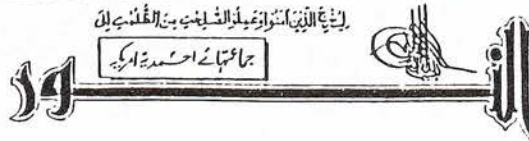
۳۔ تاکہ اللہ تجھے تیری ہر سابقہ اور ہر آئندہ ہونے والی لغزش بخش دے اور تجھ پر اپنی نعمت کو کمال تک پہنچائے اور تجھے صراطِ مستقیم پر گامزن رکھے۔

وَّيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا ﴿۴﴾

۴۔ اور اللہ تیری وہ نصرت کرے جو عزت اور غلبہ والی نصرت ہو۔

جون ۲۰۰۲ء

احسان ۱۳۸۱ ہش

فہرست مضامین

نگران: صاحبزادہ مرزا مظفر احمد، امیر جماعت احمدیہ امریکہ

ایڈیٹر: سید شمشاد احمد ناصر

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ ؕ وَ لِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝۵

۵۔ وہی ہے جس نے مومنوں کے دلوں میں سکینت اتاری تا کہ وہ اپنے ایمان کے ساتھ ایمان میں مزید بڑھیں۔ اور آسمانوں اور زمین کے لشکر اللہ ہی کی ملکیت ہیں اور اللہ دائمی علم رکھنے والا (اور) بہت حکمت والا ہے۔

لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَ يُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ؕ وَ كَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝۶

۶۔ تا کہ وہ مومنوں اور مومنات کو ایسی جنتوں میں داخل کرے جن کے دامن میں نہریں بہتی ہیں۔ وہ اُن میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔ اور وہ اُن سے اُن کی برائیاں دور کر دے۔ اور اللہ کے نزدیک یہ

☆ یہ سورت صلح حدیبیہ سے واپسی پر مدینہ میں نازل ہوئی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی تیس آیات ہیں۔ پچھلی سورت میں مسلمانوں کو واضح الفاظ میں انتم الاعلون کہہ کر بشارت دی گئی تھی کہ فتح ان کا مقدر ہے۔ اس سورت کے آغاز میں رسول اللہ ﷺ سے کہا گیا ہے کہ صلح حدیبیہ آپ کی ایک عظیم سیاسی فتح ہے جو آئندہ فتوحات کا پیش خیمہ ہے۔

۔ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ: اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ وَنَھَانَا عَنْ سَبْعٍ، اَمَرَنَا بِعِیَادَۃِ الْمَرِیْضِ، وَاتِّبَاعِ الْجِنَازَۃِ وَتَشْمِیْتِ الْعَاطِسِ وَاِبْرَارِ الْمُقْسِمِ، وَنَصْرِ الْمَظْلُوْمِ وَاِجَابَۃِ الدَّاعِیْ، وَاِفْشَآءِ السَّلَامِ۔ وَنَھَانَا عَنْ خَوَاتِیْمِ الذَّھَبِ تَخَتُّمٍ بِالذَّھَبِ وَعَنْ شُرْبٍ بِالْفِضَّۃِ، وَعَنِ الْمَیَاثِرِ الْحُمْرِ، وَعَنِ الْقَسِّیِّ، وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِیْرِ وَالْاِسْتَبْرَقِ وَالدِّیْبَاجِ۔

(بخاری کتاب الادب باب تشمیت العاطس)

حضرت براء بن عازبؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات باتوں کا حکم دیا اور سات باتوں سے روکا۔ حکم دیا کہ بیمار کی عیادت کریں، جنازوں میں شامل ہوں۔ چھینکنے والے کی چھینک کا جواب دیں۔ قسم کھانیوالے کو قسم پوری کرنے میں امداد دیں۔ مظلوم کی مدد کریں۔ دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کریں اور سلام کو رواج دیں۔ آپؐ نے ہمیں روکا:۔ سونے کی انگوٹھی پہننے سے، چاندی کے برتن میں پانی پینے سے، سرخ رنگ کے ریشمی گدوں پر بیٹھنے سے (یعنی زریں مرصع پالان اور کاٹھیاں بنانے ریشمی فرش بچھانے سے) قسی نامی کپڑا (جو ریشم اور سُوت سے ملا کر بنایا جاتا ہے) پہننے سے۔ اطلس اور دیباج (یعنی خالص ریشم) پہننے سے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک الفاظ میں

جلسہ سالانہ کے اغراض و مقاصد اور برکات

"اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں یہ
وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے"

ہمارا جلسہ سالانہ

دراصل اُس عظیم الشان جلسے کا پَرتَو ہے جس کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے آج سے قریباً ایک صدی قبل قادیان خود اپنے ہاتھ سے رکھی تھی پہلا جلسہ سالانہ جس میں صرف ۷۵ افراد نے شرکت کی تھی آج ساری دنیا میں کروڑوں افراد کو برکتوں سے معمور کرتا چلا جا رہا ہے۔ سیٹیلائیٹ کے نئے انتظام کے تحت تو ان برکات کا دائرہ تمام براعظموں تک وسیع ہو کر کروڑوں تشنہ روحوں کی سیرابی کے سامان مہیا کر رہا ہے فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ سالانہ میں شرکت کرنے والوں کو مخاطب کر کے کچھ نصائح فرمائی ہیں جو ہمیشہ ہمارے مدنظر رہنی چاہئیں۔ حضور اقدس جلسہ سالانہ کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

"لہٰذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جائیں جن میں تمام مخلصین اگر خدا چاہے بشرط صحت و فرصت و عدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں ..... حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کے سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہیئے اور اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں..... ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر یک نئے سال میں جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے مُنہ دیکھ لیں گے اور روشناس ہو کر آپس میں رشتہ تودد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا..... اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کے لئے اور ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اُٹھا دینے کے لئے بدرگاہ حضرت عزت جلشانہٗ کوشش کی جائے گی اور اس روحانی سلسلہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہوں گے ..... ماسوا اس کے جلسہ میں یہ بھی ضروریات میں سے ہے کہ یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں کیونکہ اب یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام کے قبول کرنے کے لئے طیار ہو رہے ہیں ..... اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لاویں جو زاد راہ کی استطاعت رکھتے ہوں اور اپنا سرمائی بستر لحاف وغیرہ بھی بقدر ضرورت ساتھ لاویں اور اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں ادنیٰ ادنیٰ حرجوں کی پرواہ نہ کریں..... اور مکرر لکھا جاتا ہے کہ اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں طیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اُس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی چیز انہونی نہیں ..... بالآخر میں دعا پر ختم کرتا ہوں کہ ہر یک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ اُن کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے اور ان کے ہم و غم دور فرماوے اور ان کو ہر یک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مُرادات کی راہیں ان پر کھول دیوے۔"

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کا ایک ایک فقرہ ہمیں پیغام دے رہا ہے کہ جلسہ سالانہ کے دوران ہمارے اوقات کیسے بسر ہونے چاہئیں۔ ہم سب کا فرض ہے کہ جلسہ کی تمام تقاریر کو بغور سنیں نمازوں میں شمولیت کا خصوصی اہتمام کریں وہ بھائی جو ہماری جماعت میں نئے شامل ہوئے ہیں ان سے تعارف حاصل کر کے ان کے ساتھ تعلق اخوت استوار کریں نظام کی پابندی کو اپنا شعار بنائیں اور اپنے بھائیوں کو بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے قرآنی حکم کے تحت نیکی کی تلقین کرتے رہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ دعاؤں میں لگ جائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے جلسہ کو ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت کرے۔ آمین ثم آمین۔

ہمارا جلسہ سالانہ

مکرم پروفیسر چوہدری حمید اللہ صاحب
وکیل اعلیٰ تحریک جدید۔ ربوہ

1- نظام جلسہ سالانہ اور اس کی اغراض و مقاصد

جلسہ سالانہ ایک معروف اور معلوم جماعتی تقریب ہے۔ یہ جلسہ بین الاقوامی سطح پر بھی منعقد ہوتا ہے۔ اور ملکی سطح پر بھی۔ جماعت کے مرد و زن۔ چھوٹے، بڑے سب بڑے شوق اور محبت سے ان جلسوں میں شریک ہوتے ہیں۔

باوجود اس کے کہ یہ ایک معلوم چیز ہے۔ پھر بھی اس بات کی ضرورت ہے کہ احباب کو یاد دہانی اور اُن کے علم کو تازہ کرنے کے لئے کسی قدر تفصیل سے اس بات کو بیان کیا جائے کہ ہمارے جلسہ سالانہ کی تاریخ کیا ہے؟ اس کے اغراض و مقاصد کیا ہیں؟ اس کا نظام کیا ہے؟ وہ کون سے فوائد اور کون سی برکات ہیں جو اس کے ساتھ وابستہ ہیں۔ جن کو حاصل کرنے کے لئے جلسہ کے دوران چوکس رہنا چاہئے۔ مبادا کسی غفلت، سستی یا لاعلمی کی وجہ سے شامل ہونے والا جلسہ کی کسی برکت یا بعض برکات سے محروم رہ جائے۔ ان امور کو بیان کرنے کے لئے جماعت کی تاریخ کا کچھ ذکر بھی ضروری ہے۔

2- ماموریت کا پہلا الہام

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اللہ تعالیٰ کے ہم کلام ہونے کا سلسلہ آپ کی جوانی کے زمانہ میں ہی شروع ہو گیا تھا۔ لیکن آپ کو مارچ 1882ء میں وہ تاریخی الہام ہوا جو آپ کی ماموریت کی بنیاد تھا۔ اس الہام میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا:-

يَا اَحْمَدُ بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكَ. مَارَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى. اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ. لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّا اُنْذِرَ اٰبَاۤؤُهُمْ. وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ. قُلْ اِنِّىْ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ. (براہین احمدیہ حصہ سوم)

> ’’یعنی اے احمد! اللہ نے تجھے برکت دی ہے پس جو وار تُو نے دین کی خدمت میں چلایا ہے وہ تُو نے نہیں چلایا بلکہ دراصل خدا نے چلایا ہے۔ خدا نے تجھے قرآن کا علم عطا کیا ہے تا کہ تو ان لوگوں کو ہوشیار کرے جن کے باپ، دادے ہوشیار نہیں کئے گئے اور تا مجرموں کا راستہ واضح ہو جاوے۔ لوگوں سے کہہ دے کہ مجھے خدا کی طرف سے مامور کیا گیا ہے اور مَیں سب سے پہلے ایمان لاتا ہوں‘‘۔

آپ کا یہ الہام پہلا الہام نہیں تھا۔ مگر یہ وہ پہلا الہام تھا جو ماموریت کے متعلق آپ پر نازل ہوا اور جس نے آپ کی زندگی میں ایک نئے دَور کا آغاز کر دیا۔ لیکن چونکہ ابھی تک آپ کو بیعت لینے کا حکم نہیں ہوا تھا اس لئے اس کے بعد بھی آپ کچھ عرصہ تک عام رنگ میں اسلام کی خدمت میں مصروف رہے اور کسی باقاعدہ جماعت کی بنیاد نہیں رکھی۔ البتہ آپ نے یہ کیا کہ اپنے ماموریت کے دعویٰ کو جسے آپ نے مجددیت کا آغاز قرار دیا ایک اشتہار کے ذریعہ نہ صرف ہندوستان کے مختلف حصوں میں بلکہ اس اشتہار کو انگریزی میں ترجمہ کرا کے دوسرے ممالک میں بھی کثرت کے ساتھ پہنچا دیا۔ اور دُنیا بھر کے بادشاہوں، وزیروں اور مذہبی لیڈروں کو یہ اشتہار بھجوایا۔ اور جملہ مذاہب والوں کو دعوت دی کہ اگر انہیں اسلام کی حقانیت یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت میں کوئی شُبہ ہو یا الہام یا ہستی باری تعالیٰ کے متعلق

کوئی اعتراض ہو یا قرآن کی فضیلت کے متعلق کوئی بات دل میں کھٹکتی ہو تو وہ آپ کے پاس آ کر یا خط و کتابت کے ذریعہ تسلی کر لیں۔ مجددیت کے دعویٰ سے آپ کی مراد یہ تھی کہ اسلام میں جو یہ وعدہ دیا گیا ہے کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدّد یعنی مصلح مبعوث ہؤا کرے گا جس کے ذریعہ خدا تعالیٰ دُنیا میں اصلاح کا کام لیا کرے گا۔ اور اس وعدے کے مطابق گزشتہ صدیوں میں مجدد آتے رہے ہیں سو موجودہ چودھویں صدی کا مجدد مَیں ہُوں جسے خدا نے اسلام کی خدمت کے لئے مبعوث کیا ہے اور مجھے وہ علم دیا گیا ہے اور وہ طاقتیں عطا کی گئی ہیں جو موجودہ زمانہ کے فتنوں کے مقابلہ کے لئے ضروری ہیں۔

ماموریت کے الہام کے ساتھ تین اور الہامات کا یہاں ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ یہ تینوں الہامات بھی 1882ء کے ہیں۔ لیکن ان کا ذکر یہاں اس لئے کر رہا ہوں کہ ان الہامات کا جلسہ سالانہ سے تعلق ہے۔ وہ تین الہام اس طرح ہیں:-

اوّل: يَأْتُوْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ. يَأْتِيْكَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ

(براہین احمدیہ حصہ سوم)

"یعنی تیرے پاس دور دراز سے لوگ آوینگے اور تیری امداد کے لئے تجھے دُور دراز سے سامان پہنچیں گے حتّٰی کہ لوگوں کی آمد اور اموال و سامان کے آنے سے قادیان کے راستے گھس گھس کر گہرے ہو جائینگے"۔

یہ الہام اس وقت کا ہے جبکہ قادیان میں کسی کی آمد و رفت نہیں تھی اور قادیان کا دُور افتادہ گاؤں دنیا کی نظروں سے بالکل محجوب و مستور تھا مگر حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں ہی لوگوں نے اس الہام کو پُورا ہوتے دیکھ لیا اور ہنوز اس الہام کی تکمیل کا سلسلہ جاری ہے اور نہ معلوم اس کی انتہاء کن کن عجائباتِ قدرت کی حامل ہوگی۔

دوسرے اور تیسرے الہام کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی کتاب **سراج منیر** میں اس طرح فرماتے ہیں:-

"براہین کے صفحہ 242 میں مرقوم ہے وَلَا تُصَعِّرْ لِخَلْقِ اللّٰهِ وَلَا تَسْئَمْ مِنَ النَّاسِ

اور اس کے بعد الہام ہؤا۔

وَ وَسِّعْ مَكَانَكَ

"یعنی اپنے مکان کو وسیع کر لے"۔

اِس پیشگوئی میں صاف فرمادیا کہ وہ دن آتا ہے کہ ملاقات کرنے والوں کا بہت ہجوم ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ ہر ایک کا تجھ سے ملنا مشکل ہو جائے گا۔ پس تو اس وقت ملال ظاہر نہ کرنا۔ اور لوگوں کی ملاقات سے تھک نہ جانا۔ سبحان اللہ یہ کس شان کی پیشگوئی ہے۔ اور آج سے سترہ برس پہلے اس وقت بتلائی گئی ہے کہ جب میری مجلس میں شاید دو تین آدمی آتے ہوں گے۔ اور وہ بھی کبھی کبھی۔ اس سے کیسا علم غیب خدا کا ثابت ہوتا ہے"۔

(سراج منیر صفحہ 63-64)

3- 1889ء میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیعت لینے کا سلسلہ شروع کیا اور جماعت کی بنیاد رکھی۔

4- 1890ء کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے آپ پر الہاماً ظاہر کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جنہیں عیسائی اور مسلمان دونوں آسمان پر زندہ خیال کرتے ہیں اور آخری زمانہ میں اُن کی دوسری آمد کے منتظر ہیں وہ دراصل وفات پا چکے ہیں اور اُن کے آسمان پر جانے اور آج تک زندہ چلے آنے کا خیال بالکل غلط ہے اور خلاف واقعہ ہے۔ اور یہ کہ ان کی دوسری آمد کا وعدہ ایک مثیل کے ذریعہ پورا ہونا تھا اور آپ کو بتایا گیا کہ یہ "مثیل مسیح" خود آپ ہی ہیں۔ اس بارے میں آپ کا ایک الہام یہ ہے

"مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تُو آیا ہے۔
وَ كَانَ وَعْدُاللهِ مَفْعُوْلًا"

(تذکرہ صفحہ 187-186)

5- 1891ء کے اوائل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب **فتح اسلام** شائع فرمائی۔ اور اس کتاب میں اپنے مسیح موعود ہونے کے دعویٰ کو پیش فرمایا۔

اس دعویٰ پر آپ کی شدید مخالفت ہوئی۔ اور مولویوں نے جن میں میاں نذیر حسین صاحب دہلوی اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی پیش پیش تھے آپ کے خلاف کفر کے فتوے تیار کئے اور سارے ہندوستان کا سفر کر کے ان فتووں پر دوسرے مولویوں کے دستخط کروائے۔ غرض مخالفت کا ایک طوفان تھا جو ان فتووں کے نتیجے میں آپ کے خلاف سارے ہندوستان میں برپا تھا۔

6- ان فتووں اور اس مخالفت کے جواب میں دسمبر 1891ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب آسمانی فیصلہ تحریر فرمائی۔ اور اس میں تحریر فرمایا کہ

"قرآن کریم میں چار عظیم الشان آسمانی تائیدوں کا کامل متقیوں اور کامل مومنوں کے لئے وعدہ دیا ہے اور وہی کامل مومن کی شناخت کے لئے کامل علامتیں ہیں اور وہ یہ ہیں:

اوّل یہ کہ مومن کامل کو خدا تعالیٰ سے اکثر بشارتیں ملتی ہیں یعنی پیش از وقوع خوشخبریاں جو اس کی مرادات یا اس کے دوستوں کے مطلوبات ہیں اس کو بتلائے جاتے ہیں۔

دوم یہ کہ مومن کامل پر ایسے امور غیبیہ کھلتے ہیں جو نہ صرف اس کی ذات یا اس کے واسطے داروں سے متعلق ہوں بلکہ جو کچھ دنیا میں قضا و قدر نازل ہونے والی ہے یا بعض دنیا کے افراد مشہورہ پر کچھ تغیرات آنے والے ہیں اُن سے برگزیدہ مومن کو اکثر اوقات خبر دی جاتی ہے۔

سوم یہ کہ مومن کامل کی اکثر دعائیں قبول کی جاتی ہیں اور اکثر اُن دعاؤں کی قبولیت کی پیش از وقت اطلاع بھی دی جاتی ہے۔

چہارم یہ کہ مومن کامل پر قرآن کریم کے دقائق و معارف جدیدہ و لطائف و خواص عجیبہ سب سے زیادہ کھولے جائیں"۔

اور میاں نذیر حسین صاحب دہلوی، مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی، ان کے ہم خیال مولویوں، صوفیوں، پیرزادوں اور سجادہ نشینوں کو دعوت دی کہ وہ کامل مومنوں کی ان چار علامتوں کے اظہار کے لئے حضور سے مقابلہ کر لیں۔ اور ساتھ ہی یہ تجویز پیش فرمائی کہ اس مقابلہ کو فیصلہ کن حیثیت دینے کے لئے پنجاب کے دارالخلافہ لاہور میں ایک انجمن قائم کی

جائے۔

7- جلسہ سالانہ کا آغاز

جلسہ سالانہ کا آغاز 1891ء میں ہؤا۔ یہ جلسہ دینی مشورہ کے لئے منعقد کیا گیا تھا۔ جس میں 75 اصحاب شریک ہوئے۔ یہ جلسہ 27 دسمبر 1891ء کو مسجد اقصیٰ قادیان میں منعقد ہؤا۔ جس میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تحریر کردہ مضمون **آسمانی فیصلہ** پڑھ کر سنایا۔ جس میں مخالف مولویوں کو اُن **چار** شرائط کے ساتھ مقابلہ کی دعوت دی گئی جن کا میں پہلے ذکر کر آیا ہوں۔

جب مضمون سنایا جا چکا تو احباب کے سامنے یہ تجویز رکھی گئی کہ مقابلہ کے فیصلہ کے لئے جو انجمن مقرر کرنے کی تجویز دی گئی ہے۔ اس کے ممبران کون کون صاحبان ہوں۔ حاضرین نے بالاتفاق قرار دیا کہ سردست رسالہ **آسمانی فیصلہ** شائع کر دیا جائے۔ اور مخالفین کا عندیہ معلوم کر کے بتراضی فریقین انجمن کے ممبر مقرر کئے جائیں۔

اس کے بعد جلسہ ختم ہؤا۔ مضمون پڑھے جانے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سب حاضر احباب سے مصافحہ کیا۔

لیکن اس اعلان کے بعد کسی کو اس مقابلہ کے لئے آپ کے سامنے آنے کی جرأت نہ ہوئی۔

8- جلسہ سالانہ کی باقاعدہ ابتدا

1891ء کے دینی مشورہ کے جلسہ کے فوراً بعد 1891ء میں ہی رسالہ ''آسمانی فیصلہ'' شائع ہؤا۔ تو اس کے ساتھ ہی 30 دسمبر 1891ء کو حضور نے تمام جماعت کو ایک اشتہار کے ذریعہ اطلاع دی کہ آئندہ ہر سال دسمبر کے آخری ہفتہ میں 29,28,27 دسمبر کو جماعت کا سالانہ جلسہ منعقد ہؤا کرے گا۔ اور اس اشتہار میں اس جلسہ کی اغراض و مقاصد کا ذکر کیا۔ اور ان برکات کا ذکر کیا جو اس کے ساتھ وابستہ ہیں۔ جلسہ کے متعلق اس پہلے اشتہار میں حضور نے جلسہ کے متعلق 12 امور بیان کئے جن کو ایک ایک کر کے میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں:-

1- تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دُنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولا کریم اور رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آ جائے۔ اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے۔ جس سے سفرِ آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔

2- اس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے۔ تا اگر خدا تعالیٰ چاہے تو کسی برہان یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضعف اور کسل دُور ہو اور یقین کامل پیدا ہو کر ذوق اور شوق اور ولولہ عشق پیدا ہو جائے۔ سو اس بات کے لئے ہمیشہ فکر رکھنا چاہئے اور کرنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ یہ توفیق بخشے اور جب تک یہ توفیق حاصل نہ ہو کبھی کبھی ضرور ملنا چاہئے۔ کیونکہ سلسلہ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پروا نہ رکھنا ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی۔

3- چونکہ ہر یک کے لئے بباعث ضعف فطرت یا کمی مقدرت یا بُعد مسافت یہ میسر نہیں آ سکتا

کہ وہ صحبت میں آ کر رہے یا چند دفعہ سال میں تکلیف اُٹھا کر ملاقات کے لئے آوے۔ کیونکہ اکثر دلوں میں ابھی ایسا اشتعال شوق نہیں کہ ملاقات کے لئے بڑی بڑی تکالیف اور بڑے بڑے حرجوں کو اپنے پر روا رکھ سکیں۔ لہٰذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جائیں۔ جس میں تمام مخلصین اگر خدا چاہے بشرط صحت وفرصت وعدم موانع قویہ تاریخ مقرر پر حاضر ہو سکیں۔

4- میرے خیال میں بہتر ہے کہ وہ تاریخ 27 دسمبر سے 29 دسمبر تک قرار پائے یعنی آج کے دن کے بعد جو 30 دسمبر 1891ء ہے آئندہ اگر ہماری زندگی میں 27 دسمبر کی تاریخ آ جاوے تو حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کے سننے کے لئے اور دُعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آ جانا چاہئے۔

5- اور اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سُنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں۔ اور ان دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدائے تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی انہیں بخشے۔

6- اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر یک نئے سال میں جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے مُنہ دیکھ لیں گے اور روشناسی ہو کر آپس میں رشتہ تودد وتعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا۔

7- اور جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا۔ اس جلسہ میں اس کے لئے دعائے مغفرت کی جائے گی۔

8- اور تمام بھائیوں کو رُوحانی طور پر ایک کرنے کے لئے اور ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اُٹھا دینے کے لئے بدرگاہ حضرت عزت جلّشانہ کوشش کی جائے گی۔

9- اور اس رُوحانی سلسلہ میں اور بھی کئی رُوحانی فوائد اور منافع ہوں گے جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے۔

10- اور کم مقدرت احباب کے لئے مناسب ہوگا کہ پہلے ہی سے اس جلسہ میں حاضر ہونے کا فکر رکھیں اور اگر تدبیر اور قناعت شعاری سے کچھ تھوڑا تھوڑا سرمایہ خرچ سفر کے لئے ہر روز یا ماہ بماہ جمع کرتے جائیں اور الگ رکھتے جائیں تو بلا دقت سرمایہ سفر میسر آ جاوے گا۔ گویا یہ سفر مفت میسر ہو جائے گا۔

11- اور بہتر ہوگا کہ جو صاحب احباب میں سے اس تجویز کو منظور کریں وہ مجھ کو ابھی بذریعہ اپنی تحریر خاص کے اطلاع دیں تا کہ ایک علیحدہ فہرست میں ان تمام احباب کے نام محفوظ رہیں کہ جو حتی الوسع والطاقت تاریخ مقررہ پر حاضر ہونے کے لئے اپنی آئندہ زندگی کے لئے عہد کر لیں اور بدل و جان پختہ عزم سے حاضر ہو جایا کریں۔ بجز ایسی صورت کے کہ ایسے موانع پیش آ جائیں جن میں سفر کرنا حد اختیار سے باہر ہو جائے۔

12- اوراب جو 27 دسمبر 1891ء کو دینی مشورہ کیلئے جلسہ کیا گیا۔اس جلسہ پر جس قدر احباب محض للہ تکلیف سفر اٹھا کر حاضر ہوئے ۔خدا ان کو جزائے خیر بخشے اور ان کے ہر یک قدم کا ثواب ان کو عطا فرماوے۔آمین ثم آمین

جب آئندہ جلسہ کے دن قریب آ گئے تو 7 دسمبر 1892ء کو پھر اشتہار شائع فرمایا اس اشتہار میں آپ نے بیان فرمایا:-

1- ''27 دسمبر 1892ء کو مقام قادیان میں اس عاجز کے محبوں اور مخلصوں کا ایک جلسہ منعقد ہوگا اس جلسہ کے اغراض سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ ہر مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقع ملے۔ اور ان کے معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو''۔

2- ''پھر اس کے ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا اور جماعت کے تعلقات اخوت استحکام پذیر ہوں گے''۔

3- ''جلسہ میں یہ بھی ضروریات میں سے ہے کہ یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں۔ کیونکہ اب یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام قبول کرنے کے لئے تیار ہو رہے ہیں اور اسلام کے تفرقہ مذاہب سے بہت لرزاں اور ہراساں ہیں''۔

4- ''سو لازم ہے کہ اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لاویں جو زاد راہ کی استطاعت رکھتے ہوں اور اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں ادنیٰ ادنیٰ حرجوں کی پرواہ نہ کریں۔خدا تعالیٰ مخلصوں کو ہر یک قدم پر ثواب دیتا ہے اور اس کی راہ میں کوئی محنت اور صعوبت ضائع نہیں ہوتی''۔

5- ''اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں طیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں''۔

6- ''عنقریب وہ وقت آتا ہے بلکہ نزدیک ہے کہ اس مذہب میں نہ نیچریت کا نشان رہے گا اور نہ نیچر کے تفریط پسند اور اوہام پرست مخالفوں کا، نہ خوارق کا انکار کرنے والے باقی رہیں گے اور نہ ان میں بیہودہ اور بے اصل اور مخالف قرآن روایتوں کو ملانے والے اور خدا تعالیٰ اس امت وسط کے لئے بین بین کی راہ زمین پر قائم کر دے گا۔ وہی راہ جس کو قرآن لایا تھا۔ وہی راہ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنھم کو سکھلائی تھی۔ وہی ہدایت جو ابتداء سے صدیق اور شہید اور صلحاء پاتے رہے۔ یہی ہوگا۔ ضرور یہی ہوگا۔ جس کے کان سننے کے ہوں سنے۔مبارک وہ لوگ جن پر سیدھی راہ کھولی جائے''۔

7- اور اس اشتہار کے آخر پر تحریر فرمایا:-

''بالآخر میں دعا پر ختم کرتا ہوں کہ ہر یک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں۔ خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے اور ان کے ہم و غم دور فرماوے۔ اور ان کو ہر یک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مرادات کی راہیں ان پر کھول دیوے اور روز آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے اور تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔ اے خدا اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کشا، یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر یک قوت اور طاقت تجھی ہی کو ہے۔ آمین ثم آمین''۔

اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمودات کی روشنی میں ہمارا یہ جلسہ باہمی تعارف پیدا کرنے کا ذریعہ ہے۔ باہمی محبت بڑھانے کا ذریعہ ہے۔ شامل ہونے والوں کی علمی ترقی، ان حقائق و معارف کے ذریعہ جو کہ جلسہ میں بیان کئے جائیں گے، کا ذریعہ ہے۔ اور ان کی دینی معلومات کو بڑھانے والا ہے۔ دعائیں کرنے کا موقع ہے انسانیت کے لئے، جس کو بہت سے خطرات در پیش ہیں۔ جسمانی بھی روحانی بھی۔ جسمانی تباہی بھی سر پر منڈلا رہی ہے۔ اور گمراہی نے اور ہر قسم کی بے راہ رویوں اور زیادتیوں نے تو روحانیت کا بیڑا ہی ڈبو دیا ہے۔ دنیا پر انسان اور انسانیت ہماری دعاؤں کے سب سے زیادہ محتاج ہیں۔ پھر دعائیں ان کے لئے بھی جو فوت ہو چکے ہیں۔ اور ان کے لئے بھی جو زندہ ہیں۔ اپنوں کے لئے دعائیں کرنے کا موقع ہے۔ اور دوسری قوموں کی فلاح اور ان کی ہدایت کے لئے بھی دعائیں کرنے کا موقع ہے۔ ذاتی حاجات کے لئے بھی دعائیں کرنے کا موقع اور قومی حاجات کے لئے بھی دعائیں کرنے کا موقع ہے۔

جو لوگ بار بار بین الاقوامی مرکز یا قومی مرکز میں نہیں آ سکتے ہیں۔ ان کے لئے سال میں ایک دفعہ مرکز میں آنے کا موقع ہے۔

ہر شامل ہونے والا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان دعاؤں سے حصہ پائے گا جو حضور نے اس جلسہ میں شامل ہونے والوں کے لئے کیں۔ جو میں تفصیل سے پہلے پڑھ کر سنا چکا ہوں۔ اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ اس جلسہ کے اور بھی روحانی فوائد ہیں جو جلسہ کی بنیاد رکھتے وقت سامنے نہیں تھے لیکن وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے۔

اس موقعہ پر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس فقرہ کا خاص طور پر دوبارہ ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ

''اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے۔ اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی۔ کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے۔ جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں''۔

سوال یہ ہے کہ وہ قومیں جو اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ میں شامل ہونے کے لئے تیار کی ہیں۔ اور جن کے متعلق اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ عنقریب اس میں آملیں گی۔ وہ قومیں کہاں ہیں۔ وہ کونسی قومیں ہیں۔ کیا کینیڈا اور اس کے

ماحول میں بھی ان قوموں میں سے بعض مراد ہیں۔ اور ان قوموں کو اس سلسلہ میں شامل کرنے کے لئے ہم پر بھی کوئی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ وہ کونسی قومیں ہیں جن میں اعلائے کلمۂ اسلام کی ذمہ داری **جماعت کینیڈا** پر عائد ہوتی ہے۔ اور وہ دن کب آئے گا جب ہم ان قوموں کو آپ کے اس جلسہ میں بھی بچشم خود دیکھ سکیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرمان کے مطابق وہ قومیں عنقریب اس سلسلہ میں آملیں گی۔ اس گھڑی کو قریب کس طرح لایا جا سکتا ہے۔ کیا یہ سب وعدے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے رہنے سے پورے ہو جائیں گے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی

یعنی جو کوشش کرے گا پالے گا۔ جو کھٹکھٹائے گا اس کے لئے کھولا جائے گا۔

دین کے کام ہوں یا دنیا کے، معقول کوشش اور معقول وقت دینا شرط ہے۔

تو ہمارا جلسہ ہم سے تائید حق کا مطالبہ کرتا ہے۔ ہمارا جلسہ ہم سے اسلام کا نام بلند کرنے کا مطالبہ کرتا ہے۔ ہمارا جلسہ ہم سے بھرپور دعوت الی اللہ کا مطالبہ کرتا ہے۔ اور ہم اس وقت کہہ سکیں گے کہ ہم نے اس مطالبہ کو پورا کر دیا ہے کہ جب مختلف قومیں احمدیت قبول کریں اور اس جلسہ میں شامل ہوں اور ہمیں جلسہ میں شامل نظر آئیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بعض ملکوں کے جلسوں میں یہ نظارہ بڑی بھرپور شکل میں نظر آتا ہے۔ اور گزشتہ چند سالوں میں وہ دعاؤں اور بھرپور کوششوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو کثرت سے میٹھے پھلوں سے نوازا ہے۔

اس موقع پر میں مناسب سمجھتا ہوں کہ دعوت الی اللہ کے بارے میں ہم پر جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ ان کے متعلق کچھ عرض کروں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے:-

یٰٓاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ ط وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ ط وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ ط اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْکٰفِرِیْنَ. (68:5)

ترجمہ:- اے رسول! تیرے رب کی طرف سے جو (کلام بھی) تجھ پر اتارا گیا ہے اسے (لوگوں تک) پہنچا اور اگر تو نے (ایسا) نہ کیا تو (گویا) تو نے اس کا پیغام (بالکل) نہیں پہنچایا۔ اور اللہ تجھے لوگوں (کے حملوں) سے محفوظ رکھے گا۔ اللہ کافر لوگوں کو ہرگز (کامیابی) کی راہ نہیں دکھائے گا۔

جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض تھا وہ ہم سب پر فرض ہے۔ اس آیت کے حوالے سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

''تبلیغ کوئی طوعی چندہ نہیں۔ کوئی نفل نہیں ہے کہ نہ بھی ادا کریں گے تو آپ کی روحانی شخصیت مکمل ہو جائے گی۔ دعوت الی اللہ فریضہ ہے اور ایسی شدت کے ساتھ خدا تعالیٰ کا حکم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتا ہے اگر دعوت نہ دی تو تُو نے رسالت کو ہی ضائع کر دیا۔ آپ کی امت بھی جواب دہ ہے۔ ہم میں سے ہر ایک جواب دہ ہے''۔

پھر فرماتے ہیں:-

''ہم اپنے دکھوں کو دعوت الی اللہ کے ذریعہ ہی دور کر سکتے ہیں۔ یہ طوعی چندے کی طرح نہیں ہے کہ نہ بھی ادا کیا تو خیر ہے۔ بلکہ یہ ایک فریضہ ہے اور اس کی ادائیگی لازم ہے۔ اور صرف یہ کہنا کہ ہم حسن خلق سے متاثر کر رہے ہیں اور دعوت الی اللہ میں حصہ نہ لینا یہ درست نہیں۔ یہ بزدلی کا بہانہ اور گریز کی راہ ہے''۔

(خطبہ جمعہ 11 جولائی 1985ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم نے دوستوں، رشتہ داروں، قبائل، بادشاہوں سب کو تبلیغ کی۔ اپنے شہر میں بھی اور دوسرے شہروں میں جا کر بھی۔ طائف میں تبلیغ کے لئے گئے تو شہر والوں نے آوارہ لوگوں کو آپ کے پیچھے لگا دیا۔ اور آپ کو لہولہان کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خیبر جاتے ہوئے ہدایت فرمائی کہ

''خدا کی قسم اگر تمہارے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کو بھی ہدایت سے نواز دیا تو یہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہے''۔

تبلیغ کا ذریعہ صبر آزما ہے۔ اگر دیکھا جائے تو مکی زندگی (جو 13 سال پر پھیلی ہوئی ہے) میں بہت کم بیعتیں ہوئیں۔ لیکن مشکلات سب سے زیادہ اسی دور میں تھیں۔ تاہم ان مشکلات جھیلنے کا پھل مدینہ جا کر ملا۔

دعوت الی اللہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

''ہمارے اختیار میں ہو تو ہم فقیروں کی طرح گھر بہ گھر پھر کر خدا تعالیٰ کے سچے دین کی اشاعت کریں اور اس کو ہلاک کرنے والے شرک اور کفر سے جو دنیا میں پھیلا ہوا ہے لوگوں کو بچائیں اور اس تبلیغ میں زندگی ختم کر دیں۔ خواہ مارے ہی جائیں''۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 39)

پھر فرماتے ہیں:-

''اگرچہ فیصلہ دعاؤں سے ہی ہونے والا ہے مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ دلائل کو چھوڑ دیا جاوے''۔

(ملفوظات جلد ششم)

دلائل کے لئے دینی علوم کی واقفیت بھی بہت ضروری ہے۔ اس لئے اگر آپ سچے داعی الی اللہ بننا چاہتے ہیں تو اپنا دینی علم بڑھائیں۔ قرآن مجید پڑھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھیں۔ جلسہ سالانہ کی تقاریر کی غرض بھی آپ کے دینی علم کو بڑھانا ہے ان کو توجہ سے سنیں اور یاد رکھیں اور جلسہ سے واپس جا کر اپنے دینی علم کو اور بڑھائیں تا آپ دلائل سے مسلح ہو سکیں اور جن کو آپ نے دعوت دینی ہے ان کے ساتھ اعتماد سے بات کر سکیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جماعت کے غلبہ کے لئے جن امور کو ضروری قرار دیا ہے۔ ان میں دینی علوم کی واقفیت بھی شامل ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

''ہمارے غالب آنے کے ہتھیار استغفار، توبہ، دینی علوم کی واقفیت، خدا تعالیٰ کی عظمت کو مدنظر رکھنا اور پانچوں وقت کی نمازوں کو ادا کرنا ہیں۔ نماز دعا کی قبولیت کی کنجی ہے۔ جب نماز پڑھو تو اس میں دعا کرو اور غفلت نہ کرو اور ہر ایک بدی سے خواہ وہ حقوق الہی کے متعلق ہو خواہ حقوق العباد کے متعلق ہو بچو''۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 303)

بعض احباب اس الجھن میں پڑ جاتے ہیں۔ کہ ہمارا علم تھوڑا ہے ہم کیسے تبلیغ کریں۔ دین کا علم ہونا چاہئے اور اس کو بڑھاتے رہیں۔ ورنہ دنیا میں کوئی شخص بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس کو دین کے علم پر پوری دسترس حاصل ہو گئی ہے۔ جب

آپ اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے دعوت الی اللہ شروع کریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ کی مدد پر یقین رکھیں۔ جہاں آپ کا علم ختم ہو جائے گا وہاں اللہ تعالیٰ کی مدد آپ کی دستگیری فرمائے گی۔

خلفاء سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ہمیشہ جماعت کے افراد سے کم از کم مطالبہ یہ رہا ہے کہ ہر احمدی سال میں کم از کم ایک احمدی بنائے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:-

''ہر احمدی اقرار کرے کہ وہ سال میں کم از کم ایک احمدی بنائے گا۔ اس طرح ایک سال کے اندر اندر جماعت کا دوگنا ہو جانا معمولی بات ہے''۔

(الفضل 15 فروری 1929ء)

اسی طرح اس موضوع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''ساری دنیا میں بڑی سرعت کے ساتھ تبدیلیاں پیدا ہونے والی ہیں اور ان کے لئے جتنی تیاری درکار تھی وہ ہم نہیں کر سکے۔ اس لئے ہر احمدی جس تک میری آواز پہنچتی ہے وہ خود اپنا نگران بن جائے اور خدا کو حاضر ناظر جان کر یہ عہد کرے کہ میں نے سال کے اندر اندر ایک احمدی ضرور بنانا ہے''۔

(الفضل 5 جون 1985ء)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کی بیشتر جماعتوں نے خلیفۂ وقت کی اس راہنمائی کو کہ ہر احمدی سال کے اندر اندر ایک اور احمدی بنائے، اپنایا ہوا ہے۔ اور ہر سال گزشتہ سال سے دوگنی بیعتیں حاصل کرنے میں کامیاب ہو رہی ہیں۔ جس کے بارے میں ہر سال انگلستان کے جلسہ سالانہ کے موقع پر اعلان ہوتا ہے۔ اور امید ہے کہ انشاء اللہ اس سال بھی انگلستان کے جلسہ سالانہ کے موقع پر آپ اس خوشخبری کو ایک دفعہ پھر سنیں گے۔ اللّٰھم زد فزد

دعوت الی اللہ سے غفلت کے نقصانات بھی ہیں۔ انذار کے اس پہلو کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ یوں بیان فرماتے ہیں:-

''حقیقت یہ ہے کہ وہ جماعت جو دوسروں کو اپنے اندر شمولیت کی دعوت دینے کے فریضہ کو بھلا بیٹھے وہ اپنی اولادوں کو بھی کھو دیتے ہیں جو انہوں نے پہلے حاصل کی تھیں اور ہر پہلو سے اچھائی کا معیار گرنے لگتا ہے''۔

(خطبہ جمعہ 25 جولائی 1987ء)

اشاعت اسلام کے کام کی پانچ شاخیں

1891ء میں جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ تو اس دعویٰ کو اپنی کتاب فتح اسلام میں شائع کیا اور امت مسلمہ کو اسلام کے غلبہ کا مژدہ سنایا۔ آپ نے فرمایا کہ:-

''اسلام کے لئے پھر اُس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آ چکا ہے۔ اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے''۔ (فتح اسلام)

پھر تحریر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تائید حق اور اشاعت اسلام کا کام جو آپ کے سپرد کیا ہے اس کی پانچ شاخیں ہیں:-

اوّل: تالیف و تصنیف کا سلسلہ

دوم: اشتہارات جاری کرنے کا سلسلہ

سوم: واردین اور صادرین اور حق کی تلاش کے لئے سفر کرنے والوں اور دیگر اغراض متفرقہ سے آنے والوں کا سلسلہ

چہارم: مکتوبات کا سلسلہ جو حق کے طالبوں یا مخالفوں کی طرف لکھے جاتے ہیں

پنجم: مریدوں اور بیعت کرنے والوں کا سلسلہ

فرمایا کہ یہ پانچویں شاخ خدا تعالیٰ نے اپنی خاص وحی اور الہام سے قائم کی اور فرمایا کہ جو شخص تیرے ہاتھ میں ہاتھ دے گا اس نے تیرے ہاتھ میں ہاتھ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہاتھ دیا۔

ان پانچ شاخوں کا ذکر کرنے کے بعد آپ نے فرمایا:-

''یہ پانچ طور کا سلسلہ ہے جو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے قائم کیا۔ اگرچہ ایک سرسری نگاہ والا آدمی صرف تالیف و تصنیف کے سلسلہ کو ضروری سمجھے گا اور دوسری شاخوں کو غیر ضروری اور فضول خیال کرے گا۔ مگر خدا تعالیٰ کی نظر میں یہ سب ضروری ہیں اور جس اصلاح کے لئے اُس نے ارادہ فرمایا ہے وہ اصلاح بجز استعمال ان پانچ طریقوں کے ظہور پذیر نہیں ہو سکتی''۔ (فتح اسلام)

تیسری شاخ

اس الٰہی کارخانہ کی تیسری شاخ کا تعلق واردین، صادرین اور حق کی تلاش کے لئے سفر کرنے والوں اور دیگر اغراض متفرقہ سے آنے والوں کا سلسلہ ہے۔ دوران سال اور جلسہ سالانہ کے موقع پر آنے والے مہمانوں کے قیام، طعام اور دیگر انتظامات کا تعلق اس **تیسری شاخ** سے ہے۔ اور یہ شاخ بھی اتنی ہی اہم ہے جتنی کہ باقی چار شاخیں اور اس شاخ نے بھی جماعت کو آپس میں باندھا ہوا ہے۔ جماعت کی زندگی کا باعث ہے۔ اور جماعت کی زندگی کا اہم حصہ ہے۔ احمدی اگر جلسہ میں نہ شامل ہو سکیں۔ تو اپنے اندر کچھ کمی اور کچھ خلا سا محسوس کرتے ہیں۔ اور سالانہ جلسہ میں شامل ہونے کے نتیجہ میں یہ محسوس کرتے ہیں کہ ان کو ایک نئی زندگی ملی ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ

اے مومنو! اللہ اور اس کے رسول کی بات سنو جب کہ وہ تمہیں زندہ کرنے کے لئے پکارے۔

تو ہم اپنے سالانہ جلسہ میں اس لئے شرکت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی باتیں سنیں اور ایک نئی روحانی زندگی حاصل کریں۔ ہمیں جلسہ سے پورا استفادہ کرنا چاہئے۔ جب ہم جلسہ کے اختتام کے بعد گھروں کو رخصت ہوں تو نیکیوں کو بجالانے کا ایک نیا عزم ہمارے اندر جنم لے چکا ہو اور ہماری روحانی سطح اس سطح سے بلند ہو چکی ہو جو جلسہ پر آنے کے وقت تھی۔

مہمانوں کے قیام و طعام کا انتظام

جیسا کہ شروع میں ذکر کر چکا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماموریت کا الہام 1882ء میں ہوا تھا اور اس کے قریب ہی زمانہ میں آپ کو الہام ہوا کہ وَسِّعْ مَكَانَكَ یعنی اپنے مکان کو وسیع کر لے۔ یہ الہام اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ مہمانوں کے آنے کا سلسلہ شروع ہونے والا ہے اور رہائش کے موجودہ انتظامات کافی نہ ہوں گے۔ اس لئے مکان کو مزید وسیع کریں۔ چنانچہ آپ کے بہت ہی قدیم صحابی حضرت میاں عبداللہ سنوری صاحب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:-

''جب حضور کو وَسِّعْ مَكَانَكَ کا الہام ہوا (یعنی اپنا مکان وسیع کر) تو حضور نے مجھے فرمایا کہ

مکانات بنوانے کے لئے تو ہمارے پاس روپیہ ہے نہیں۔اس حکم الٰہی کی اس طرح تعمیل کر دیتے ہیں کہ دو تین چھپر بنوا لیتے ہیں چنانچہ حضور نے مجھے اس کام کے واسطے امرتسر حکیم محمد شریف صاحب کے پاس بھیجا جو حضور کے پرانے دوست تھے اور جن کے پاس حضور اکثر امرتسر میں ٹھہرا کرتے تھے تاکہ میں ان کی معرفت چھپر باندھنے والے اور چھپر کا سامان لے آؤں۔ چنانچہ میں جا کر حکیم صاحب کی معرفت امرتسر سے آدمی اور چھپر کا سامان لے آیا۔اور حضرت صاحب نے اپنے مکان میں تین چھپر تیار کروائے۔یہ چھپر کئی سال تک رہے پھر ٹوٹ پھوٹ گئے"۔ (سیرۃ المہدی حصہ اوّل)

شروع میں مہمان حضور کے گھر میں ہی ٹھہرتے تھے۔اور حضور خود ہی مہمانوں کی مہمان نوازی کرتے تھے۔مہمان کا استقبال کرنا، اس کو ٹھہرانا، رہائش کے لئے جگہ دینا، چارپائی بستر کا انتظام کرنا، کھانا لا کر دینا، اس کی دیگر ضروریات کا خیال رکھنا، شروع میں یہ سب فرائض آپ خود ادا کرتے تھے۔1884ء میں آپ کی شادی حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوئی۔تو وہ مہمان نوازی کے اس انتظام میں آپ کے ساتھ شریک ہو گئیں اور آپ کا دست و بازو بن گئیں اور مہمان نوازی کی ذمہ داری کے بوجھ کے ایک بڑے حصہ کو بہت خوش اسلوبی سے اٹھالیا۔ پہلے تو مہمان خال خال آتے تھے۔ وَسِّعْ مَکَانَکَ کے الہام کے بعد مہمانوں کی آمد کا سلسلہ بڑھنا شروع ہوا۔جس تو سیع مکانیت کی ابتداء چھپروں سے ہوئی تھی۔ پھر کچے مکان بننے لگے۔اس کے بعد پختہ مکان، پھر بڑی بڑی عمارات۔ پہلے مہمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر میں ہی ٹھہرتے تھے پھر گھر سے باہر مہمان خانہ بنا۔لیکن تعمیرات کا یہ سلسلہ دعویٰ مسیح موعود کے کافی بعد کا ہے۔اس سے پہلے حضور کا گھر ہی مہمان خانہ تھا۔

ماموریت کا الہام آپ کو 1882ء میں ہوا۔مسیح موعود کا دعویٰ آپ نے 1890ء کے آخر میں کیا۔اس درمیانی عرصہ کے بارے میں آپ اپنی کتاب **فتح اسلام** میں تحریر فرماتے ہیں:-

"چنانچہ ان سات برسوں میں ساٹھ ہزار سے کچھ زیادہ مہمان آئے ہوں گے"۔(فتح اسلام)

اگر حساب کیا جائے تو روزانہ اوسطاً 20 یا 25 مہمان بنتے ہیں۔ایک چھوٹے سے گاؤں میں ضروریات زندگی بھی نایاب تھیں۔اور بڑے شہروں کی طرف رجوع کرنا پڑتا۔مہمانوں کی اتنی بڑی تعداد کی مہمان داری کوئی معمولی بات نہ تھی۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب اپنی کتاب **سلسلہ احمدیہ** میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مہمان نوازی کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:-

حضرت مسیح موعودؑ کی مہمان نوازی

"حضرت مسیح موعود کی طبیعت نہایت درجہ مہمان نواز تھی اور جو لوگ جلسہ کے موقعہ پر یا دوسرے موقعوں پر قادیان آتے تھے خواہ احمدی ہوں یا غیر احمدی وہ آپ کی محبت اور مہمان نوازی سے پُورا پُورا حصہ پاتے تھے اور آپ کو اُن کے آرام اور آسائش کا از حد خیال رہتا تھا۔آپ کی طبیعت میں تکلف بالکل نہیں تھا اور ہر مہمان کو ایک عزیز کے طور پر ملتے تھے اور اس کی خدمت اور مہمان نوازی میں دلی خوشی پاتے تھے۔اوائل زمانہ کے آنے والے لوگ بیان کرتے ہیں کہ جب کوئی مہمان آتا تو آپ ہمیشہ اُسے مسکراتے ہوئے چہرہ سے ملتے مصافحہ کرتے۔خیریت پوچھتے۔عزت کے ساتھ

بٹھاتے۔ گرمی کا موسم ہوتا تو شربت بنا کر پیش کرتے سردیاں ہوتیں تو چائے وغیرہ تیار کروا کے
لاتے۔ رہائش کی جگہ کا انتظام کرتے اور کھانے وغیرہ کے متعلق مہمان خانہ کے منتظمین کو خود بُلا کر
تاکید فرماتے کہ کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ ایک پرانے صحابی نے جو دنیاوی لحاظ سے معمولی حیثیت کے
تھے خاکسار مولف سے بیان کیا کہ مَیں جب شروع شروع میں قادیان آیا تو اس وقت گرمی کا موسم
تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ حسب عادت نہایت محبت اور شفقت کے ساتھ ملے اور مجھے خود اپنے ہاتھ سے
شربت بنا کر دیا اور لنگر خانہ کے منتظم کو بلا کر میرے آرام کے بارے میں تاکید فرمائی اور مجھے بھی بار
بار فرمایا کہ کسی چیز کی ضرورت ہو تو آپ بلا تکلف کہہ دیں پھر اس کے بعد جب مَیں سردیوں میں آیا
اور نماز اور کھانے سے فارغ ہو کر مہمان خانہ کے ایک کمرہ میں سونے کے لئے لیٹ گیا اور رات کا
کافی حصہ گزر گیا تو کسی نے میرے کمرہ کے دروازہ کو آہستہ سے کھٹکھٹایا۔ مَیں جب اٹھ کر گیا اور
دروازہ کھولا تو حضرت مسیح موعودؑ خود بنفسِ نفیس ایک ہاتھ میں لالٹین لئے اور دوسرے میں ایک پیالہ
تھامے کھڑے تھے اور مجھے دیکھ کر مسکراتے ہوئے فرمانے لگے "اس وقت کہیں سے دودھ آ گیا تھا
مَیں نے کہا آپ کو دے آؤں کہ شاید رات کو دودھ پینے کی عادت ہو گی"۔ وہ دوست بیان کرتے
تھے کہ مَیں شرم سے کٹا جا رہا تھا مگر حضرت مسیح موعودؑ اپنی جگہ معذرت فرما رہے تھے کہ مَیں نے آپ کو
اس وقت اُٹھا کر تکلیف دی ہے۔ اس چھوٹے سے واقعہ سے آپ کے جذبۂ مہمان نوازی کا کسی قدر
اندازہ ہو سکتا ہے۔ (سیرت المہدی حصہ سوم)

جلسہ کا نظام

جلسہ کے نظام کی تصویر کشی اس وقت میرے مدِنظر نہیں۔ اس وقت میں صرف عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک میں نے جلسہ کے نظام کو سمجھا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے **تین الہام** اس نظام پر حاوی ہیں۔ اور جلسہ سالانہ اور اس کے سب تقاضوں کا احاطہ کئے ہوئے ہیں۔ پہلا الہام وَسِّعْ مَكَانَكَ کا ہے۔ وَسِّعْ مَكَانَكَ کے الہام میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جلسہ سالانہ اور مہمانوں کے بارے میں آپ کے توسط سے ہر زمانہ اور ہر ملک کی جماعت کو پہلی بنیادی راہنمائی یہ دی گئی تھی کہ رہائش اور مکانیت کو ہمیشہ وسیع کرتے چلے جانا۔ جس پر سب سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود عمل کیا۔ اور اس وقت دنیا بھر کی جماعتیں اس پر عمل کرتی چلی جارہی ہیں اور ہر ملک میں جماعت کا یہ مشاہدہ ہے کہ خواہ مکانیت میں کتنی ہی وسعت پیدا کریں۔ کم ہی پڑ جاتی ہے پھر اس کو اور وسیع کرنا پڑتا ہے۔

جلسہ سالانہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دوسرا اہم اور ابتدائی اور بنیادی الہام وَلَا تُصَعِّرْ لِخَلْقِ اللهِ وَلَا تَسْئَمْ مِنَ النَّاسِ ہے۔

ترجمہ: سو تیرے پر واجب ہے کہ تو اُن سے بدخلقی نہ کرے۔ تجھے لازم ہے کہ اُن کی کثرت کو دیکھ کر تھک نہ جائے۔

یہ الہام بھی 1882ء کا ہے۔ **براہین احمدیہ** میں جہاں ماموریت کا الہام درج ہے۔ ان الہامات کے ساتھ ہی یہ الہام بھی درج ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اُس وقت جب کہ آپ کی مجلس میں شاید دو تین آدمی آتے ہوں

گے مخاطب کر کے فرمایا کہ آنے والے مہمانوں کی کثرت کو دیکھ کر تنگ نہ پڑ جانا تھک نہ جانا۔ ان سے خوش خلقی سے اور بشاشت سے پیش آنا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی کتاب **سراج منیر** میں اس پیشگوئی کو درج کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:-

''اس پیشگوئی میں صاف فرمادیا کہ وہ دن آتا ہے کہ **ملاقات** کرنے والوں کا ہجوم ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ ہر ایک کا تجھ سے ملنا مشکل ہو جائے گا۔ پس تو اس وقت ملال ظاہر نہ کرنا۔ اور لوگوں کی ملاقات سے تھک نہ جانا۔ سبحان اللہ یہ کس شان کی پیشگوئی ہے۔ اور آج سے سترہ برس پہلے اس وقت بتلائی گئی کہ جب میری مجلس میں شاید دو تین آدمی آتے ہوں گے اور وہ بھی کبھی کبھی۔ اس سے کیسا علم غیب خدا کا ثابت ہوتا ہے''۔

تمام جماعت کے لئے اور منتظمین جلسہ کے لئے اس الہام میں عظیم الشان راہنمائی ہے کہ مہمانوں کی بہت کثرت ہوگی۔ ان سے ملنا ہوگا، استقبال کرنا ہوگا، خیریت پوچھنی ہوگی، رہائش مہیا کرنی ہوگی، ہر ایک کی ضروریات ہوں گی۔ ان کو پورا کرنا ہوگا۔ لیکن اس ہجوم اور کثرت میں ہمت نہیں ہارنی، تنگ نہیں پڑنا، اکتانا نہیں، تھکنا نہیں، ہر ایک سے بشاشت اور نرمی سے پیش آنا ہے۔ خوش اخلاقی سے پیش آنا ہے۔ کیونکہ وہ اللہ کا مہمان ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مہمان ہے۔ اس نے اللہ اور مسیح موعود علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہا ہے۔ اور اس کو جس قدر آرام پہنچانا ممکن ہو پہنچانا ہمارے لئے باعث ثواب ہے۔

اس موقع پر بات کو مزید سمجھانے کے لئے اور اپنے اور آپ کے ازدیاد ایمان کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کے دو واقعات عرض کرنا چاہتا ہوں۔ یقیناً یہ دونوں واقعات مہمانوں کی قدر دانی، اُن سے خوش اخلاقی اور ان کی خدمت بجالانے کے بارے میں ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔

1۔ حضرت منشی ظفر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ روایت کرتے ہیں کہ:-

''ایک دفعہ دو شخص **منی پور آسام** سے قادیان آئے اور مہمان خانہ میں آکر انہوں نے خادمان مہمان خانہ سے کہا کہ ہمارے بستر اتارے جائیں اور سامان لایا جائے۔ چارپائی بچھائی جائے۔ خادموں نے کہا آپ خود اپنا اسباب اتروائیں۔ چارپائیاں بھی مل جائیں گی۔ دونوں مہمان اس بات پر رنجیدہ ہو گئے اور فوراً یکہ میں سوار ہو کر واپس روانہ ہو گئے۔ میں نے مولوی عبدالکریم صاحب سے یہ ذکر کیا تو مولوی صاحب فرمانے لگے۔ جانے بھی دو ایسے جلد بازوں کو۔ حضورؑ کو اس واقعہ کا علم ہوا تو نہایت جلدی سے ایسی حالت میں کہ جوتا پہننا بھی مشکل ہو گیا۔ حضورؑ ان کے پیچھے نہایت تیز قدم چل پڑے۔ چند خدام بھی ہمراہ تھے میں بھی ساتھ تھا۔ نہر کے قریب پہنچ کر ان کا یکہ مل گیا اور حضورؑ کو آتا دیکھ کر وہ یکہ سے اتر پڑے اور حضورؑ نے انہیں واپس چلنے کے لئے فرمایا کہ آپ کے واپس ہونے کا مجھے بہت درد پہنچا۔ چنانچہ وہ واپس ہوئے۔ حضورؑ نے یکہ پر سوار ہونے کے لئے انہیں فرمایا۔ اور فرمایا کہ میں ساتھ ساتھ چلتا ہوں مگر وہ شرمندہ تھے اور وہ سوار نہ ہوئے۔ اس کے بعد مہمان خانہ میں پہنچے حضورؑ نے خود ان کے بستر اتارنے کے لئے ہاتھ بڑھایا مگر خدام نے اتار لیا۔ حضورؑ نے اسی وقت دو نواری پلنگ منگوائے اور ان پر ان کے بستر کرائے۔ اور ان سے پوچھا

کہ آپ کیا کھائیں گے۔ اور خود ہی فرمایا کیونکہ اس طرف چاول کھائے جاتے ہیں۔ اور رات کو دودھ کے لئے پوچھا۔ غرضیکہ ان کی تمام ضروریات اپنے سامنے مہیا فرمائیں اور جب تک کھانا آیا وہیں ٹھہرے رہے۔ اس کے بعد حضورؑ نے فرمایا کہ ایک شخص جو اتنی دور سے آتا ہے۔ راستہ کی تکالیف اور صعوبتیں برداشت کرتا ہے۔ یہاں پہنچ کر سمجھتا ہے کہ اب میں منزل پر پہنچ گیا۔ اگر یہاں آ کر بھی اس کو وہی تکلیف ہو تو یقیناً اس کی دل شکنی ہوگی۔ ہمارے دوستوں کو اس کا خیال رکھنا چاہئے۔ اس کے بعد جب تک وہ مہمان ٹھہرے رہے حضورؑ کا یہ معمول تھا کہ روزانہ ایک گھنٹہ کے قریب ان کے پاس آ کر بیٹھتے اور تقریر وغیرہ فرماتے۔ جب وہ واپس ہوئے تو صبح کا وقت تھا۔ حضور نے دو گلاس دودھ کے منگوائے اور انہیں فرمایا یہ پی لیجئے۔ اور نہر تک انہیں چھوڑنے کے لئے ساتھ گئے۔ راستہ میں گھڑی گھڑی ان سے فرماتے رہے کہ آپ تو مسافر ہیں آپ یکہ میں سوار ہولیں۔ مگر وہ سوار نہ ہوئے۔ نہر پر پہنچ کر انہیں سوار کرا کر حضورؑ واپس تشریف لائے''۔

(الحکم 21 راپریل 1934ء)

2- دوسری روایت بھی حضرت منشی ظفر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:-

''ایک دفعہ جلسہ سالانہ پر بہت سے آدمی آئے تھے جن کے پاس کوئی پارچہ سرمائی نہ تھا۔ ایک شخص نبی بخش نمبردار ساکن بٹالہ نے اندر سے لحاف بچھونے منگوانے شروع کئے اور مہمانوں کو دیتا رہا۔ میں عشاء کے بعد حضرت صاحبؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ بغلوں میں ہاتھ دیئے بیٹھے تھے۔ اور ایک صاحبزادہ جو غالباً حضرت خلیفۃ المسیح الثانی تھے پاس لیٹے تھے۔ اور ایک شتری چوغہ انہیں اوڑھا رکھا تھا۔ معلوم ہوا کہ آپ نے اپنا لحاف بچھونا بھی طلب کرنے پر مہمانوں کے لئے بھیج دیا تھا۔ میں نے عرض کی کہ حضورؑ کے پاس کوئی پارچہ نہیں رہا؟ اور سردی بہت ہے۔ فرمانے لگے کہ مہمانوں کو تکلیف نہیں ہونی چاہئے۔ ہمارا کیا ہے رات گزر جائے گی۔ نیچے آ کر میں نے نبی بخش نمبردار کو بہت برا بھلا کہا کہ تم حضرت صاحب کا لحاف بچھونا بھی لے آئے۔ وہ شرمندہ ہوا۔ اور کہنے لگا کہ جس کو دے چکا ہوں اس سے کس طرح واپس لوں۔ پھر میں مفتی فضل الرحمٰن صاحب یا کسی اور سے ٹھیک یاد نہیں رہا۔ لحاف بچھونا مانگ کر اوپر لے گیا۔ آپؑ نے فرمایا کسی اور کو دے دو۔ مجھے تو اکثر نیند بھی نہیں آیا کرتی اور میرے اصرار پر بھی آپؑ نے نہ لیا۔ اور فرمایا کسی مہمان کو دے دو۔ پھر میں لے آیا''۔

یہ دونوں واقعات کسی تشریح کے محتاج نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا آپ کو حکم تھا کہ مہمانوں سے خوش خلقی سے پیش آنا ہے۔ ان سے تنگ نہیں پڑنا۔ ان کی ضروریات پوری کرنے سے تنگ نہیں پڑنا۔ ان کی عزت کرنی ہے۔ ان کی دلداری کرنی ہے۔ حضورؑ کس احسن طور پر مہمانوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل کرتے تھے۔ یہ دو واقعات ان کی منہ بولتی تصویر ہیں۔

تیسرا الہام جو جلسہ، مہمان خانہ اور لنگر خانہ کے انتظامات پر حاوی ہے۔ یہ الہام آپ کو 1907ء کے جلسہ سالانہ کے ایام میں ہوا۔ یہ آخری جلسہ تھا۔ جو آپؑ کی زندگی میں منعقد ہوا۔

اس الہام کا تعلق ایک واقعہ سے ہے۔ واقعہ یوں ہے کہ جلسہ کے ایام میں ایک شام بعض مہمانوں کو کھانا نہ مل سکا۔

اور وہ بغیر کھانا کھائے سو گئے ۔اس پر آدھی رات سے کچھ پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہام ہوا:-
یَاَیُّهَا النَّبِیُّ اَطْعِمُوْا الْجَائِعَ وَالْمُعْتَر یعنی اے نبی! بھوکے اور مضطر کو کھانا کھلاؤ۔

چنانچہ آپ نے اسی وقت رات کو لنگر خانہ کے کارکنوں کو جگایا اور کھانا تیار کرنے کی ہدایت دی۔ اور جہاں جہاں مہمان ٹھہرے ہوئے تھے وہاں آدمی بھجوائے اور پتہ کروایا کہ کس کس نے کھانا نہیں کھایا اور سب کو کھانا کھلوایا۔

روایات پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ 4یا5 مہمان ہی تھے جنہوں نے کھانا نہیں کھایا تھا۔ اس طرح جلسہ کے انتظام کرنے والوں کے **تین بنیادی اصول** اللہ تعالیٰ نے اپنے الہام کے ذریعہ مقرر فرمائے ہیں:-

1-وَسِّعْ مَکَانَکَ ......رہائش کے انتظام کو ہمیشہ وسیع کرتے چلے جائیں۔

2-وَلَا تُصَعِّرْ لِخَلْقِ اللّٰهِ وَلَا تَسْئَمْ مِّنَ النَّاسِ ......آنے والے مہمانوں کی کثرت کو دیکھ کر تنگ نہ پڑ جانا۔ تھک نہ جانا۔ ان سے خوش خلقی سے پیش آنا اور بشاشت سے ان کی خدمت بجالانا۔

3- یَاَیُّهَا النَّبِیُّ اَطْعِمُوْا الْجَائِعَ وَالمعْتَر ......کوئی بھوکا نہ رہے۔

یہ تین اصول دراصل سبھی انتظامات پر حاوی ہیں۔ انتظامات کا الگ الگ نام لینے کی ضرورت نہیں۔ آپ جلسہ میں اُن کو کام کرتے ہوئے خود دیکھ رہے ہیں۔

جلسہ سالانہ امت واحدہ کے قیام کا ذریعہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی غرض ساری دنیا کو ایک امت میں تبدیل کرنا تھا۔ جن کا خدا ایک ہو، جن کا رسول ایک ہو، جن کا ایمان ایک ہو، جن کا مل ایک ہو۔ جو اخوت، محبت اور ایثار سے بنی ہوئی ایک نہ ٹوٹنے والی زنجیر میں پروئے ہوئے ہوں۔ اس عالمی بھائی چارے کی تشکیل اور تعمیر میں ہمارا جلسہ سالانہ ایک بنیادی کردار ادا کر رہا ہے۔ جلسہ کے اس پہلو کو مزید واضح کرنے کے لئے میں آپ کے سامنے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے دو اقتباسات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جو جلسہ سالانہ یو۔کے 1994ء اور 1995ء کے افتتاحی خطابات سے لئے گئے ہیں۔

1- ''جلسے کا نظام عالمی بھائی چارے کو تقویت دینے اور اخلاقی لحاظ سے ایک عالمی معیار پیدا کرنے اور قائم رکھنے کے لئے بہت ضروری ہے''۔

''جماعت بحیثیت جماعت احمدیہ ایک اسلامی کردار کی حامل ہے اور یہی کردار در حقیقت آپ کا تشخص بن رہا ہے اور بنتا چلا جائے گا۔ یہی کردار ہے جس کے تشخص کو نمایاں کرنے کے نتیجے میں ایک عالمی برادری وجود میں آئے گی اور اس کے بغیر یہ ممکن نہیں ہے۔ پس اس کردار کی تعمیر میں اور اس کے تشخص کو نمایاں کرنے میں جماعت احمدیہ عالمگیر کے سالانہ جلسے ایک بہت ہی اہم کردار ادا کرتے ہیں اور جس طرح مجلس شوریٰ ایک خاص دائرے میں خلافت کی نمائندہ اور دست و بازو بن جاتی ہے اسی طرح یہ جلسے بھی اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ خلافت کے قیام اور استحکام اور اسی کے فوائد کو عام طور پر جاری کرنے میں بہت ہی ممد ثابت ہوتے ہیں''۔

(الفضل لندن 12تا18اگست 1994ء صفحہ 6-7)

2- ''وہ عالمی ادارہ جس کا نام اقوام متحدہ ہے جس کو ''یونائیٹڈ نیشنز'' کہا جاتا ہے وہ پھٹے ہوئے دلوں کا مصنوعی طور پر باندھا ہوا ایک مجموعہ ہے اس کے سوا اس کی کچھ بھی حیثیت نہیں۔ کوئی

ایک بھی قوم اس میں ایسی نہیں جو جذبۂ ایثار کے ساتھ آراستہ ہو۔ جو جذبۂ ایثار میں سرشار ہو کر بنی نوع انسان کو اکٹھا کرنے کے ارادے کے ساتھ اس عالمی ادارہ میں شامل ہو.........اگر آپ خدا کے نام پر اکٹھے ہو جائیں تو آپ وہ ہیں جو اس یونائیٹڈ نیشنز کو جنم دیں گے جو محمدؐ اور اللہ کی یونائیٹڈ نیشنز ہوگی اور تمام کائنات پر چھا جائے گی۔ ہر دل کو باندھ دے گی، ہر وجود کو ایک کر دے گی۔ ساری قومیں اسی ایک چشمہ سے سیراب ہوں گی۔ خدا کرے کہ جلد از جلد وہ دن آئیں۔ ہمیں اس کی تیاری کرنی ہے۔ ہمارے سپرد یہ کام سونپا گیا ہے۔ پس اپنی حقیقت کو پہچانیں۔ ان توقعات پر نظر ڈالیں جو آپ سے وابستہ ہیں اور کوئی ان توقعات کو پورا کرنے کے لئے دنیا میں نہیں آئے گا''۔

(اقتباس از افتتاحی خطاب جلسہ سالانہ یو کے 1995ء خطاب مورخہ 28 جولائی 1995ء)

آخر پر میں پھر گزارش کروں گا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے مطابق

''اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں''۔

☆......یہ جلسہ موقع ہے اپنے علم کو بڑھانے کا۔ یہ جلسہ موقع ہے مزید تربیت حاصل کرنے کا۔

☆...... یہ جلسہ موقع ہے، ان دعاؤں سے حصہ پانے کا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس جلسہ میں شامل ہونے والوں کے لئے کیں۔ جو شروع میں مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں آپ کو پڑھ کر سنا چکا ہوں۔ اس سے بڑھ کر کیا دعا ہوگی۔ آپؑ نے فرمایا:-

''اس جلسہ پر جس قدر احباب محض للہ تکلیف اُٹھا کر حاضر ہوئے۔ خدا ان کو جزائے خیر بخشے اور ان کے ہر یک قدم کا ثواب ان کو عطا فرماوے۔ آمین ثم آمین''۔

سب سے بڑھ کر یہ جلسہ موقع ہے دعائیں کرنے کا

☆......اہل دنیا کے لئے۔ انسانیت کے لئے۔ امت مسلمہ کے لئے۔ ظلم و ستم کے شکار مسلمانوں کے لئے۔ اہل دنیا کی ہدایت کے لئے۔ غلبۂ اسلام کی مہم کے سر ہونے کے لئے۔

☆......امام جماعت کے لئے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی صحت اور عمر میں برکت دے۔ ان کی روح القدس سے تائید فرمائے۔

☆......ساری جماعت کے لئے۔ شہدائے احمدیت کے لئے اور ان کے پسماندگان کے لئے۔

☆......اسیران راہ مولیٰ کی رستگاری کے لئے جو بغیر کسی قصور کے ظلم کی راہ سے صرف اور صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب ہونے کی پاداش میں، محض رضائے الٰہی کی خاطر، جماعت کے لئے قید و بند کے مصائب سے دوچار ہیں۔ ان کے اہل خانہ اور متعلقین ان کی اسیری کی وجہ سے اپنی جگہ بہت بڑی قربانی کر رہے ہیں۔

☆......سب حاجت مندوں کے لئے، سب بیماروں کے لئے۔ تنگ دستیوں اور مشکلات میں گرفتار سب لوگوں کے لئے۔

☆...... سب سے بڑھ کر یہ دعا کریں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جملہ انبیاء، اتقیاء، اولیاء، صلحاء نے اپنے اپنے وقتوں میں جو دعائیں کیں اللہ تعالیٰ ان کو قبول فرمائے اور ہمیں ان سب دعاؤں کا وارث بنائے۔ آمین

صاحبزادہ مرزا مجید احمد ایم۔اے

اہلِ مجاہدہ کی دس خصلتیں

فتوح الغیب میں حضرت عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے اہل مجاہدہ کی دس خصلتیں بیان فرمائی ہیں۔ دوستوں کے استفادہ کے لئے پیش خدمت ہیں۔ خاکسار کے لئے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے کہ توفیق بھی اسی کی عنایت سے ملتی ہے۔

پہلی خصلت یہ ہے کہ بندہ جھوٹ یا سچ پر قسم نہ کھائے۔ جب بندہ خدا کی قسم اٹھانا چھوڑ دے گا تو اللہ اس پر انوار کے دروازے کھول دے گا۔ خدا اسے بھائیوں اور ہمسایوں میں بزرگی بھی عطاء کرے گا۔ لوگ اس کی تقلید کرنے لگیں گے۔

دوسری خصلت یہ ہے کہ دانستہ یا مذاقاً جھوٹ سے اجتناب کرے۔ اس طرح زبان مضبوط ہو گی۔ اللہ تعالیٰ اس کا سینہ کھول دے گا۔ اس پر علم روشن ہوں گے۔ اس طرح وہ جب دوسروں سے جھوٹ سنے گا تو برا سمجھے گا اور خدا سے دعا کرے گا کہ اس شخص کی جھوٹ بولنے کی عادت سے بھی اسے نجات دلا۔ اللہ اس دعا کرنے والے کو بھی ثواب دے گا۔

تیسری خصلت یہ ہے کہ وہ وعدہ خلافی نہیں کرے گا۔ وعدہ خلافی کرنے سے بہتر ہے کہ وعدہ ہی نہ کیا جائے۔ اللہ اس کے لئے سخاوت اور حیاء کے دروازے کھول دیتا ہے۔ وہ لوگوں میں عزت پاتا ہے اور خدا کے حضور اس کے مراتب بلند ہوتے ہیں۔

چوتھی خصلت یہ ہے کہ مخلوقات میں کسی چیز پر لعنت نہ کرے اور کم و بیش کسی کو ایذاء نہ دے کیونکہ یہ خصلت ابرار صدیقین کے اخلاق میں سے ہے۔ اس کے لئے خدا کی حفاظت میں خدا کے جمع رکھے ہوئے درجات کے ساتھ دنیا میں نیک انجام ہے اور اس کو ہلاکت میں گرنے سے بچاتا ہے۔ اس کو مخلوق سے سلامت رکھتا ہے اور بندوں پر شفقت کرتا اور اپنا قرب عطاء کرتا ہے۔

پانچویں خصلت یہ ہے کہ وہ کسی بھی مخلوق پر بد دعا کرنے سے بچے اگرچہ اس پر ظلم بھی کیوں نہ کیا گیا ہو۔ وہ اپنی زبان یا ہاتھ سے اذیت نہ پہنچائے۔ اسے خدا کے واسطے برداشت کرے۔ اس خصلت کو اپنانے والوں کو اللہ تعالیٰ اعلیٰ درجات سے نوازتا ہے۔ دنیا و آخرت میں اور لوگوں میں اللہ اسے بزرگی عطاء فرماتا ہے۔ اللہ اس کی دعائیں قبول فرماتا ہے۔

چھٹی خصلت یہ ہے کہ اہل قبلہ میں سے کسی پر بالیقین کفر و شرک اور نفاق میں گواہی نہ دے۔ اس طرح رحمت الٰہی اور رضامندی کے وہ شخص بہت قریب ہو جاتا ہے۔ اللہ کے نزدیک یہ مقام ایک بہت بڑا دروازہ ہے۔

اہل زہد کی ساتویں خصلت یہ ہے کہ وہ گناہوں کی اشیاء کو دیکھنے سے ظاہر و باطن بچتا رہے۔ اپنے آپ کو گناہوں سے دور رکھے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے آخرت میں بہت اجر جمع کرتا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ یہ خصلتیں اپنانے پر ہم پر احسان فرمائے۔

اہل زہد کی آٹھویں خصلت یہ ہے کہ وہ مخلوق میں اپنے سے چھوٹے یا بڑے پر بوجھ نہ ڈالے۔ اپنا بوجھ دوسروں پر سے اٹھالے۔ یہ عابد اور متقیوں کا مقام ہے۔ اللہ اس پر غنا اور یقین کی برکتیں نازل فرماتا ہے۔ متقیوں اور ایمان والوں کا رتبہ اللہ کے نزدیک بہت بلند ہے۔

نویں خصلت یہ ہے کہ ہر صاحب ایمان کے لئے لازم ہے کہ وہ طمع نہ کرے۔ مخلوق کی چیزوں پر اپنے دل کو طمع میں نہ ڈالے۔ یہ بڑی عزت اور غنا کی علامت ہے۔ اللہ پر توکل رکھے۔ اللہ یقیناً اس کے لئے بہت بلند درجات رکھتا ہے۔ یہ عمل اللہ والوں کی نشانی ہے۔

اہل زہد کی دسویں صفت یہ ہے کہ دوسروں کی تواضع کرے۔ ہر ملنے والے کو اپنے سے بڑا اور افضل سمجھے۔ تواضع اصل میں عبادت کا محل ہے جو بہت اونچا اور رفیع الشان ہے۔ اللہ کے نزدیک اس کی عزت اور مرتبہ کامل ہوتا ہے۔

تواضع یہ ہے کہ ملنے والے کو اپنی ذات سے افضل سمجھے۔ اگر وہ بڑا ہے تو سمجھے کہ اس نے مجھ سے پہلے اللہ کی عبادت کا آغاز کیا تھا۔ اگر چھوٹا ہے تو سمجھے کہ اسے اللہ نے وہ چیز عنایت فرمائی ہے جس تک میں ابھی نہیں پہنچا۔ اگر وہ جاہل ہے تو سمجھے کہ اس کی نادانی کو دخل ہے جبکہ میں جان بوجھ کر نافرمانی کرتا ہوں۔ اگر وہ کافر ہے تو سمجھے کہ یہ تو نہیں جانتا شاید مسلمان ہو جائے اور شاید میں اسلام پر قائم نہ رہ سکوں۔ جب بندہ ایسا ہو جاتا ہے تو اللہ اسے بلاؤں سے محفوظ رکھتا ہے۔ اس کو رحمت کا دروازہ عطاء فرماتا ہے۔ تواضع عبادت کا نچوڑ ہے۔ یہی رحمت کا دروازہ ہے۔ اس سے کوئی شئے بہتر نہیں۔ اس کے لئے نصیحت میں مخلوق ایک ہو جاتی ہے۔ وہ شخص بلا مصلحت کسی کی سرزنش نہیں کرتا۔ اس کے سامنے کسی کی برائی کی جائے تو وہ اسے معیوب سمجھتا ہے۔ اللہ کے بندوں کے لئے غیبت ہلاکت اور آفت ہے۔ مگر اللہ زبان اور قلب کی حفاظت کرنے والوں کی مدد فرماتا ہے۔

مسجد

ہمیں حق کی جانب بلاتی ہے مسجد
ھدایت کی باتیں سکھاتی ہے مسجد
برائی کے رستوں سے ہم کو بچا کر
ہمیں سیدھے رستے پر لاتی ہے مسجد
عبادت کے قابل فقط اک خدا ہے
ہمیں یہ حقیقت بتاتی ہے مسجد
یہ مسجد خدا کی عبادت کا گھر ہے
ہمیں سیدھا رستہ دکھاتی ہے مسجد
نمازوں میں ہوتے ہیں جب ہم اکٹھے
تو یوں بھائی چارہ بڑھاتی ہے مسجد
ہمیں روز قرآن کا درس دے کر
غلط راستوں سے بچاتی ہے مسجد
غرض نیکیوں کا سبق دے کے بڑی
ہمیں نیک انسان بناتی ہے مسجد

واقفینِ نو کی تعلیم

(ڈاکٹر شمیم احمد ۔ انچارج شعبہ وقف نو مرکزیہ لندن)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبات و خطابات میں واقفینِ نو کی تعلیم کے متعلق بڑی تفصیل کے ساتھ ہدایات ارشاد فرمائی ہیں اور ان کی دینی اور دنیاوی تعلیم کی طرف بہت توجہ کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ آپ کے ان ارشادات و ہدایات کی روشنی میں واقفینِ نو کی تعلیم کے سلسلہ میں بعض امور پیش کئے جا رہے ہیں۔

قرآن کریم کی تعلیم

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ میں فرمایا کہ ابتداء ہی سے بچوں کو قرآنِ کریم کی تعلیم کی طرف سنجیدگی سے متوجہ کرنا چاہئے۔ واقفین کو قرآن خوانی سکھلائیں اور ساتھ ساتھ قرآن کے مطالب بھی سکھلائیں۔ فرمایا:

"قاری دو قسم کے ہوا کرتے ہیں۔ ایک تو وہ جو اچھی تلاوت کرتے ہیں اور انکی آواز میں ایک کشش پائی جاتی ہے اور تجوید کے لحاظ سے درست ادائیگی کرتے ہیں۔ لیکن محض پر کشش آواز سے تلاوت میں جان نہیں پڑا کرتی۔ ایسے قاری اگر قرآنِ کریم کے معنی نہ جانتے ہوں تو وہ تلاوت کا بُت تو بنا سکتے ہیں، تلاوت کے زندہ پیکر نہیں بنا سکتے۔ لیکن وہ قاری جو سمجھ کر تلاوت کرتے ہیں اور تلاوت کے اس مضمون کے نتیجہ میں ان کے دل پگھل رہے ہوتے ہیں، ان کے دل میں خدا کی محبت کے جذبات اٹھ رہے ہوتے ہیں۔ ان کی تلاوت میں ایک ایسی بات پیدا ہو جاتی ہے جو اصل روح ہے تلاوت کی۔ تو ایسے گھروں میں جہاں واقفینِ زندگی ہیں وہاں تلاوت کے اس پہلو پر بہت زور دینا چاہئے۔ خواہ تھوڑا پڑھایا جائے لیکن ترجمہ کے ساتھ، مطالب کے بیان کے ساتھ پڑھایا جائے اور بچے کو یہ عادت ڈالی جائے کہ جو کچھ بھی وہ تلاوت کرتا ہے وہ سمجھ کر کرتا ہے"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰/فروری ۱۹۸۹ء)

سیّدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات کے تحت ایسی ویڈیو کیسٹس تیار کی جاچکی ہیں جن کی مدد سے تجوید کے لحاظ سے درست تلاوت سیکھنی اور سکھانی بہت آسان ہے۔ یہ ویڈیو کیسٹس ہر ملک کے مرکزی مشن ہاؤس سے دستیاب ہونی چاہئیں اس کے علاوہ لنڈن مشن ہاؤس اور ربوہ سے بھی دستیاب ہیں۔ والدین کو چاہئے کہ ان سے استفادہ کریں اور خود بھی سیکھیں اور اپنے بچوں کو بھی سکھلائیں۔ اگر والدین کو اس میں مشکل پیش آ رہی ہو تو اپنی جماعت کے سیکرٹری وقفِ نو یا صدر صاحب سے رابطہ کر کے معلوم کریں کہ ان کی جماعت میں کون ان کی مدد کر سکتا ہے۔ جو بھی صورت ہو اس امر کو یقینی بنائیں کہ ان کے بچے بہر حال درست تجوید کے ساتھ تلاوت کر سکیں اور عمر کے مطابق ترجمہ بھی سیکھیں۔ ہر سطح کے سیکرٹریانِ وقفِ نو کو چاہئے کہ وہ اس کی طرف خصوصی توجہ دیں اور اسے اپنے فرائض کا ایک اہم حصہ بنائیں اور اپنی مساعی کی رپورٹ مرکز کو بھجواتے رہیں۔

اس کے علاوہ قرآنِ کریم کے علوم کا ایک بہت قیمتی خزانہ سیّدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے مختلف وقتوں میں دیئے گئے درس القرآن ہیں جو ویڈیو پر ریکارڈ ہو چکے ہیں۔ جماعتوں کو چاہئے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ان درسوں کو اکٹھا کریں اور اپنی اپنی جماعتوں میں ویڈیو لائبریری قائم کریں تاکہ والدین اور واقفینِ نو بچے بچیاں ان سے استفادہ کر سکیں۔

دینی و دنیوی تعلیم میں وسعت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے واقفین کی دینی و دنیاوی تعلیم میں وسعت پیدا کرنے کی طرف بہت توجہ دلائی ہے۔ دینی تعلیم میں وسعت پیدا کرنے کا ایک طریق یہ ہے کہ مرکزی اخبارات و رسائل کا مطالعہ کیا جائے۔ کئی ممالک میں جماعت/ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام مقامی زبانوں میں اخبار/رسائل/بلیٹن وغیرہ جاری ہیں۔ واقفین نو کو ان کے مطالعہ کی طرف توجہ دلائی جانی چاہئے۔ اور اگر ممکن ہو تو ان میں واقفین نو کے لئے خصوصیت سے ان کی عمر اور معیار اور ضروریات کو پیش نظر رکھتے ہوئے دلچسپ مضامین شائع کئے جائیں۔ ان مضامین میں بتایا جائے کہ وقفِ نو سکیم کیا ہے اور واقفینِ نو بچوں سے جماعت کی کیا توقعات وابستہ ہیں۔ ان مضامین میں دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ جنرل نالج بڑھانے کی طرف بھی توجہ دینی چاہئے۔ مثلاً مختلف قوموں اور ملکوں کے حالات، ان کے عروج و زوال کے اسباب، تاریخ اور جغرافیہ کو شامل کیا جاسکتا ہے۔

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ نے اس ضمن میں فرمایا ہے کہ:

"واقفین بچوں کی علمی بنیاد وسیع ہونی چاہئے۔ عام طور پر دینی علماء میں یہی کمزوری دکھائی دیتی ہے کہ دین کے علم کے لحاظ سے تو ان کا علم کافی وسیع اور گہرا بھی ہوتا ہے لیکن دین کے دائرہ سے باہر دیگر دنیا کے دائروں میں وہ بالکل لاعلم ہوتے ہیں۔ علم کی اس کمی نے اسلام کو شدید نقصان پہنچایا ہے۔ وہ وجوہات جو مذاہب کے زوال کا موجب بنتی ہیں ان میں یہ ایک بہت ہی اہم وجہ ہے۔ اس لئے جماعت احمدیہ کو اس سے سبق سیکھنا چاہئے اور علم کی وسیع بنیاد پر قائم دینی علم کو فروغ دینا چاہئے یعنی پہلے بنیاد عام دنیاوی علم کی وسیع ہو پھر اس پر دینی علم کا پیوند لگے تو بہت ہی خوبصورت اور بابرکت ایک شجرہ طیبہ پیدا ہو سکتا ہے"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰/فروری ۱۹۸۹ء)

ایک موقعہ پر سیّدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہدایات دیتے ہوئے فرمایا کہ جہاں تک بچوں کی ذہنی نشوونما کا تعلق ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وسیع دائرے میں ان کی صلاحیتوں کو پروان چڑھانے کا سامان کیا جائے۔ واقفین کی تعلیم و تدریس کا کھلا کھلا اور بے تکلف طریق یہ ہونا چاہئے کہ چند نصابی کتب مقرر کرنے کی بجائے ایک وسیع فہرست ایسی کتابوں کی ہو جن کو بچے پڑھیں اور ذہن پر بوجھ ڈالے بغیر پڑھ کر ان کتابوں سے گذر جائیں تاکہ ان کا علم ہر میدان میں وسیع ہو۔ اس لئے والدین کو پوری کوشش کرنی چاہئے کہ اپنے بچوں کی عام معلومات بڑھانے کی طرف توجہ کریں۔ بچوں کو رسائل اور اخبارات لگوا کر دیں اور ان کو کتابیں پڑھنے کی عادت ڈالیں جس کے نتیجہ میں ان کا علم وسیع ہو۔ یورپ اور دیگر ملکوں میں بچوں کے لئے جنرل نالج اور سائنسی کتب بڑی سستی قیمت پر مل جاتی ہیں جن میں بہت مفید معلومات ہوتی ہیں اور بہت آسان فہم انداز میں لکھی گئی ہوتی ہیں۔ اسی طرح واقفین نو کو مقامی لائبریریوں سے استفادہ کی عادت ڈالی جائے۔ بچوں کو تحریص دلائی جائے کہ وہ اپنے سکول کی یا پبلک لائبریری سے ایسی کتب لے کر مطالعہ کریں۔ ان کے درمیان عام معلومات کے مقابلوں کا انعقاد اس شوق کو مہمیز لگانے کا سبب ہو سکتا ہے۔ اسی طرح جہاں تک ممکن ہو والدین کو چاہئے کہ بچوں کو ایسی مفید معلوماتی کتب خرید کر دیا کریں۔ خود بچوں کو بھی حسبِ توفیق اچھی کتب خریدنے کی عادت ڈالنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اگر ہو سکے تو جماعتیں اپنی جگہ پر اپنی لائبریریاں قائم کریں جن میں دینی کتب کے علاوہ ادبی اور سائنسی مضامین پر بھی کتب موجود ہوں تاکہ واقفینِ نو بچے ان سے استفادہ کر سکیں۔ بچوں کو چھوٹے چھوٹے علمی و تحقیقی پراجیکٹ ان کی عمر اور استعداد کے مطابق دیئے جاسکتے ہیں جن پر وہ خود کتب وغیرہ سے تحقیق کر کے کام کریں۔

واقفینِ نو کے والدین کو یاد رکھنا چاہئے کہ بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے انہیں اپنی تعلیم کی طرف بھی توجہ کرنی ہوگی تاکہ ان کی اپنی کم علمی بچوں کی راہ میں روک نہ بن سکے۔ اس سلسلہ میں ذیلی تنظیمیں بہت اہم کردار ادا کر سکتی ہیں۔ لجنہ اماء اللہ کو ماؤں کی تعلیم و تربیت کی طرف خصوصی توجہ کرنی چاہئے تاکہ اچھی کہانیاں سنا کر پاکیزہ لوریاں دے کر ذاتی محبت اور دلی لگاؤ کے ساتھ خدا تعالیٰ اور اس کے رسولؐ اور اس کے دین کی محبت دلوں میں پیدا کریں۔ اسی طرح سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دور کے مختلف بزرگوں کی قربانیوں کے واقعات، مقبول دعاؤں کے تذکرے، اور بار بار ظاہر ہونے والے نشانات اور ان واقفین کی قربانیوں کے تذکرے جنہوں نے تحریکِ جدید کے تحت عظیم الشان قربانیاں دی ہیں، بہت مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔

زبانوں کی تعلیم

سیّدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے واقفین کے لئے کم از کم تین زبانوں کا سیکھنا لازمی قرار دیا ہے یعنی عربی، اردو اور مقامی یا ملکی زبان۔ زبانوں کے ضمن میں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ واقفین کے لئے محض بنیادی علم کافی نہیں بلکہ سیّدنا حضور انور کی شدید خواہش ہے کہ واقفین بچے زبانوں کے ماہر بنیں۔ فرمایا:

"ہمیں زبان دانوں کی ضرورت ہے ہر قسم کے زبان دانوں کی ضرورت ہے جو تحریر کی مشق بھی رکھتے ہوں، بولنے کی مشق بھی رکھتے ہوں، ترجموں کی طاقت بھی رکھتے ہوں، تصنیف کی صلاحیت بھی رکھتے ہوں۔ اس لئے جتنے بھی ہوں کم ہوں گے"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۸/ستمبر ۱۹۸۹ء)

زبانیں سیکھنا بہت مشکل کام ہے اس لئے والدین کو شروع ہی سے اس ضمن میں کوشش کرنی چاہئے کہ وہ کس طرح اپنے بچوں کو مختلف زبانیں سکھلائیں گے۔ اس سلسلہ میں وہ اپنے ماحول کا جائزہ لیں کہ ان کے شہروں میں کن کن زبانوں کی تعلیم کا بندوبست ہے۔ یورپ کے ملکوں میں ملکی زبان کے علاوہ سکولوں میں ایک زبان اختیاری مضمون کے طور پر سکھائی جاتی ہے اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ نیز ان ملکوں میں شام کی کلاسیں مختلف سکولوں اور کالجوں میں لگائی جاتی ہیں اور زبانیں سیکھنے کے لئے بہت مفید ہوتی ہیں۔ ان کلاسوں میں داخلہ کے لئے عموی طور پر عمر کی کوئی قید نہیں ہوتی۔ اگر واقفین کے والدین بھی ان زبانوں کو سیکھنا شروع کریں تو یہ بچوں کے لئے بہت مفید ہو سکتا ہے کیونکہ اس طرح وہ اپنے بچوں کے ساتھ گھر میں بول چال کی مشق کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ مختلف زبانیں سیکھنے کے لئے کتب اور ان کے آڈیو پروگرام بھی موجود ہیں گو ذرا مہنگے ہوتے ہیں۔ اس طرح ایم ٹی اے پر ترکی، فرانسیسی اور دیگر زبانیں سکھانے کے پروگرام پیش کئے جا رہے ہیں۔

امراء، صدر صاحبان اور سیکرٹریان وقفِ نو اور سیکرٹریان تعلیم کو چاہئے کہ وہ ان باتوں کا جائزہ لیں کہ ان کے شہروں اور ملکوں میں کیا کیا سہولتیں موجود ہیں اور انہیں کس طرح حاصل کر کے وہ اپنی جماعتوں کے واقفین کو زبانیں سیکھنے میں مدد دے سکتے ہیں۔ اسی طرح اگر کسی جماعت میں عربی یا دیگر

زبانوں کے جاننے والے مل سکیں تو ان سے بھی فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔اس ضمن میں یہ بھی گذارش ہے کہ اگر کسی جگہ ایسا تجربہ ہوا ہو جو دوسروں کے لئے بھی مفید ثابت ہو سکتا ہو تو اس کی اطلاع مرکزی شعبہ وقفِ نو کو بھی کرنی چاہئے تاکہ ان کے کامیاب طریق سے دوسروں کو بھی آگاہ کیا جاسکے۔

زبانوں کی تعلیم کے متعلق سیّدنا حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

"بہت بچپن سے اگر زبان سکھائی جائے تو وہ اتنے گہرے نقش دماغ پر قائم کر دیتی ہے کہ اس کے بعد بچے اہلِ زبان کی طرح بول سکتے ہیں۔اور بڑی عمر میں سیکھی ہوئی زبان خواہ آپ کتنی محنت کریں وہ اہلِ زبان جیسی زبان نہیں بنتی، طوعی اور فطری طور پر جو ذہن سوچتا ہے وہ بچپن سے اگر سیکھی ہوئی زبان ہے تو وہ سوچ اس کی بے ساختہ ہوتی ہے، قدرتی اور طوعی ہوتی ہے۔لیکن اگر بعد میں زبان سیکھی جائے تو سوچ پہ کچھ نہ کچھ قدغن رہتی ہے۔کچھ نہ کچھ پابندیاں رہتی ہیں اور پھونک پھونک کر قدم آگے بڑھانا پڑتا ہے۔بعض لوگ نسبتاً تیز بھی بڑھاتے ہیں بعض آہستہ مگر جو طبعی فطری روانی ہے وہ پیدا نہیں ہو سکتی۔اس لئے اہلِ زبان بنانے کے لئے بہت بچپن سے زبان سکھانی پڑتی ہے اگر پنگھوڑوں میں زبان سکھائی جائے تو یہ بھی بہت اچھا ہے، بلکہ سب سے اچھا ہے"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۸/ستمبر ۱۹۸۹ء)

عربی کی تعلیم

سیّدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ لعزیز نے فرمایا کہ:

"سب سے زیادہ زور شروع ہی سے عربی زبان پر دینا چاہئے کیونکہ ایک مبلغ عربی کے گہرے مطالعہ کے بغیر اور اس کے باریک در باریک مفاہیم کو سمجھے بغیر قرآنِ کریم اور احادیث نبویہ سے پوری طرح استفادہ نہیں کر سکتا۔اس لئے بچپن ہی سے عربی زبان کے لئے بنیاد قائم کرنی چاہئے اور جہاں ذرائع میسّر ہوں اس کی بول چال کی تربیت بھی دینی چاہئے"۔ (خطبہ جمعہ ۱۷/فروری ۱۹۸۹ء)

بعض والدین اور سیکرٹریان وقفِ نو رابطہ کر کے معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ اپنے بچوں کو عربی کس طرح سکھائیں۔اکثر جگہوں پر یہ مشکل پیش آرہی ہے۔اس پہلو سے یہ جائزہ لینا چاہئے کہ اگر ان کی اپنی جماعت میں کوئی عرب دوست ہوں تو ان سے مدد حاصل کرنی چاہئے کہ وہ کچھ وقت بچوں کی تعلیم کے لئے دے سکیں۔عربی کی ابتدائی کتب حاصل کر کے ان سے استفادہ کیا جائے۔Linguafone ایک ادارہ ہے جو مختلف زبانوں کی کتب اور آڈیو اور وڈیو کیسٹس تیار کرتے ہیں ان کا ایک کورس "دروس فی العربیہ" کے نام سے موسوم ہے جو بہت اچھا کورس ہے۔امراء اور صدر صاحبان کو چاہئے کہ اپنی جماعتوں کا جائزہ لیں کہ ان کے ہاں عربی کی تدریس کا کیا انتظام ہے اور اس میں کیا مشکلات درپیش ہیں اور ان کا کیا حل ہے۔ہو سکتا ہے کہ یہ کورس ان کے لئے مددگار ثابت ہو۔مصر سے ریڈیو قاہرہ کی طرف سے ریڈیو کے ذریعہ عربی سکھانے کا ایک پروگرام نشر ہوتا ہے ان سے رابطہ کیا جائے تو وہ درسی کتب مفت بھجواتے ہیں۔ان کتب کی آڈیو کیسٹس بھی ان سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔

اردو کی تعلیم

اردو زبان واقفین کے لئے بے حد اہم ہے کیونکہ سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے پُر معارف علم الکلام کا بیشتر حصہ اردو زبان میں ہے اور ان روحانی خزائن سے کما حقہ استفادہ کے لئے اردو کا جاننا بہت ضروری ہے۔اس کے علاوہ خلفاء سلسلہ کے خطبات، خطابات اور درس وغیرہ کا بیشتر حصہ اور سلسلہ کا دیگر لٹریچر زیادہ تر اردو زبان میں ہی ہے۔سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کو سمجھنے کے لئے اور ایمان کی پختگی کے لئے ان کتب کا مطالعہ بے حد ضروری ہے۔

پاکستان میں تو سکولوں اور کالجوں میں عموماً اردو زبان میں تعلیم دی جاتی ہے اس لئے ان بچوں کے لئے اردو سیکھنا کوئی مشکل امر نہیں، اگرچہ ملک کے عام تعلیمی معیار میں انحطاط کی وجہ سے تحریر و تقریر اور زباندانی کا معیار بھی بتدریج گر رہا ہے۔واقفین کو عام ملکی معیار سے بہت بہتر اور اعلیٰ اردو سیکھنی چاہئے جس کے لئے انہیں غیر معمولی محنت کرنا ہوگی۔لیکن پاکستان سے باہر بسنے والے بچوں کو اردو پڑھانا ایک مشکل کام ہے کیونکہ ان ممالک میں آباد بچے مختلف لسانی، تعلیمی اور معاشرتی پس منظر سے تعلق رکھتے ہیں اور اس کے علاوہ دیگر مشکلات بھی حائل ہو سکتی ہیں اس لئے بیرون پاکستان کے بچوں کو اردو سکھانے کی طرف زیادہ توجہ کی ضرورت ہے۔والدین کو چاہئے کہ شروع سے ہی گھر میں بچوں کو اردو پڑھائیں۔بعد ازاں واقفین کے لئے اردو کلاسوں کا انعقاد بھی کیا جانا چاہئے جو کم از کم ہفتہ میں ایک بار اور سکولوں کی تعطیلات کے دوران زیادہ مرتبہ منعقد کی جائیں۔سیکرٹریان وقفِ نو کے اہم فرائض میں یہ بات شامل ہونی چاہئے کہ وہ اس بات کو یقینی بنائیں کہ ان کی جماعت کے بچے اردو سیکھ رہے ہوں اور سولہ سال کی عمر تک ان کی اردو کی استعداد پاکستان کے میٹرک کے بچوں کے برابر ہو۔یہ لازمی نہیں ہے کہ سیکرٹری وقفِ نو خود پڑھائے بلکہ ان کو سیکرٹریان تعلیم اور ذیلی تنظیموں مثلاً خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کا تعاون بھی حاصل کرنا چاہئے۔لجنہ اماء اللہ کی تنظیم خاص طور پر بچیوں کی تعلیم کے سلسلہ میں بہت مدد دے سکتی ہے۔بیرون پاکستان کے بچوں کے لئے اردو کا قاعدہ موجود ہے اس سے شروع کیا جاسکتا ہے۔

جب بچہ اچھی طرح اردو پڑھ سکتا ہو تو اسے رسالہ "تشحیذ الاذہان" کا خریدار بنوا کر پڑھنے کے لئے دیا جائے۔مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان اور لجنہ اماء اللہ کراچی نے بچوں کے لئے کئی ایک مفید کتب شائع کی ہیں وہ بھی حاصل کر کے پڑھانی چاہئیں۔بچوں کے لئے انگریزی میں بھی بہت سی کتب لندن سے شائع ہو چکی ہیں جنہیں حاصل کر کے بچوں کو پڑھانی چاہئیں۔اسی طرح مناسب عمر کے ساتھ ساتھ رسالہ خالد، اخبار الفضل، درّثمین۔کلامِ محمود، کلامِ طاہر اور درِ عدن کے مطالعہ کی طرف بھی توجہ دلائی جائے۔پھر عمر کی مناسبت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات اور کتب کی طرف توجہ مبذول کروائی جائے۔

وہ والدین جن کی مادری زبان اردو نہیں ہے ان کی خدمت میں گذارش ہے کہ وقفِ نو کے مجاہدین کو اردو سکھانے کے لئے ساتھ ساتھ خود بھی اردو سیکھیں تاکہ وہ خود بچے کی رہنمائی کر سکیں۔اگر ان کی جماعت میں کوئی دوست اردو جاننے والے ہوں تو ان سے ہر ممکن مدد لیں۔جب اردو کے فقرات سیکھ لئے جائیں تو ان فقرات کو بچوں کے ساتھ روزمرہ کی گفتگو میں استعمال کریں اور جہاں بھی موقعہ ملے اردو جاننے والے احباب کے ساتھ اردو میں بات کریں۔ایسے والدین کی مدد کے لئے شعبہ وقفِ نو مرکزیہ لندن نے ایک قاعدہ Foundation course in Urdu شائع کیا ہے جسے اپنے ملکی مرکز سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔امید ہے یہ ابتدائی تعلیم کے لئے مفید اور ممد ثابت ہوگا۔

دنیاوی تعلیم

سیّدنا حضورِ انور نے واقفین بچوں کے لئے دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ دنیاوی تعلیم حاصل کرنا بھی بہت ضروری قرار دیا ہے تاکہ جب وہ عملی میدان میں اتریں تو ہر قسم کے علم کے زیور سے آراستہ ہوں اور بڑے اعتماد کے ساتھ ہر قسم کے چیلنج کا بڑے وثوق کے ساتھ مقابلہ کر سکیں۔دنیاوی تعلیم کے مختلف شعبہ جات جو واقفین کے لئے مفید ہو سکتے ہیں ان کا تفصیلی ذکر ایک گزشتہ مضمون میں ہو چکا ہے۔

والدین کو شروع ہی سے بچوں کی تعلیم کی طرف دھیان دینا چاہئے۔ان کی تعلیمی پراگرس کا خیال رکھنا چاہئے۔سکول کے اساتذہ سے رابطہ رکھنا بھی بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔اس بات کا بھی خیال رکھا جانا چاہئے کہ بچوں کو سکول یا پڑھائی میں کوئی مشکل تو پیش نہیں آرہی۔اگر ایسا ہو تو اساتذہ سے مل کر اس کا حل تلاش کرنا چاہئے۔بعض دفعہ بچے کسی مضمون میں کمزور ہوتے ہیں جسکی وجہ سے کلاس میں جانے سے گھبراتے ہیں ایسے بچوں کے لئے اضافی ٹیوشن مفید ثابت ہو سکتی ہے۔عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ بعض بچے ریاضی اور سائنس مثلاً فزکس، کیمسٹری اور بیالوجی میں کمزور ہونے کی وجہ سے ان مضامین میں اچھے نمبر حاصل نہیں کر سکتے جس کی وجہ سے وہ اچھے کالجوں میں داخلہ نہیں لے سکتے۔اگر کسی جماعت میں کوئی ان علوم کا ماہر ہو یا پڑھا سکتا ہو اور وقت دے سکے تو شام کی کلاسوں یا سنڈے کلاس کا تجربہ کیا جانا چاہئے جس میں واقفین کو ﴿مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ﴾ کے تحت بلا معاوضہ خدمتِ دین کے جذبہ سے پڑھایا جاسکے۔حال میں ہی ایک ملک کے واقفین کے جائزہ کے دوران معلوم ہوا کہ ان میں سے اکثر کی تعلیمی حالت کمزور ہے۔ذمہ دار احباب کو اس طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ ایسے والدین اور بچوں کی رہنمائی کریں اور عملی طور پر ان کی مدد کریں جس کی ایک صورت ٹیوشن کلاسوں کا انعقاد ہے۔ایسے احباب جو کسی بھی رنگ میں واقفین کی تعلیم میں مدد کر سکتے ہوں تو انہیں اپنی مقامی جماعت کو اپنی خدمات پیش کرنی چاہئیں۔

بچوں کی تعلیم کے متعلق شروع سے ہی ان کے رجحان کی طرف توجہ رکھنی چاہئے اور انہیں احساس دلاتے رہنا چاہئے کہ وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف ہیں اور ان سے کیا توقعات وابستہ ہیں۔جب وہ بڑے ہوں تو اپنی جماعت کی کریئر پلاننگ کمیٹی سے رہنمائی حاصل کریں کہ ان کے لئے کونسا پیشہ بہتر رہے گا۔

واقفینِ نو بہت قیمتی بچے ہیں کیونکہ ان کے کندھوں پر آئندہ زمانوں میں بہت اہم ذمہ داریاں پڑنے والی ہیں ان کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری نظامِ جماعت اور والدین دونوں پر عائد ہوتی ہے۔خدا تعالیٰ کرے کہ نظامِ جماعت اور سب والدین جنہوں نے اپنے بچوں کو خدمتِ دین کے لئے وقف کیا ہے، اپنی ذمہ داریوں کو کما حقہ سمجھتے ہوئے پیارے آقا ایدہ اللہ کی تمناؤں کے مطابق بچوں کی تعلیم کی طرف توجہ دیں اور اپنی اس عظیم ذمہ داری سے اس طرح سرخرو ہوں کہ خدا تعالیٰ کے پیار کی نظریں ان پر پڑ رہی ہوں آمین۔